ستمبر
2024ء

یا اللہ!
فلسطین کے
مسلمانوں کی مدد فرما
آمین

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ (القرآن:54)

ماهنامه

حکمت بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 18 | وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران) | ربیع الاوّل: 1446ھ

شمارہ : 08 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | ستمبر : 2024ء

ISSN : 2305-6231

ماہنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبداللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت:
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 800 روپے | معمول کا شمارہ: 80 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		6
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
پاکستان کا مطلب کیا؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ!	5	شجاع الدین شیخ	18
سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (21)	6	انجینئر فیضان حسن	33
اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیت و اِفادیت (6)	7	مولانا امین عزیز بھٹی	43
سیرتِ طیبہ، محسن انسانیت	8	محمد منظور انور	51
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے ﷺ است	9	عبداللہ ابراہیم	56

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خانؒ جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02) سورۃ البقرۃ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیات 281-278

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو

O believers! Fear Allah

وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا

اور جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو

And waive what remains due (to you) from Riba,

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٧٨﴾

اگر تم ایمان رکھتے ہو

If you really believe.

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

اگر ایسا نہ کرو گے

But if you don’t do that

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے (تیار ہوتے ہو)

Then receive a notice of war, from Allah and His messenger

وَاِنْ تُبْتُمْ

اور اگر توبہ کرلوگے (اور سود چھوڑ دوگے)

And if you repent,

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ

تو تم کو اپنی اصلی رقم لینے کا حق ہے

You can retain your principal amount.

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

جس میں اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان

Don’t cause the exploitation of the others

you won't face any exploitaion.

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ

اور اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو

And if the debtor is in a financial constraint,

فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ

تو (اسے) کشائش (کے حاصل ہونے) تک مہلت دو

Grant him time until it is easy for him, to pay.

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا

اگر (زرِ قرض) بخش دو

But if you remit, out of charity,

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾

تو وہ تمہارے لیے زیادہ اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو

It is better for you if you really come to know.

وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ

اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے

Fear a day, when you would all be brought back to Allah

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

پھر ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا

Then each individual will be paid in full

what he would have earned.

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہوگا

And they will not face injustice.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

”تمہارے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔“

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لِأَبِی ذَرٍّ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یَا أَبَا ذَرٍّ أَیُّ عُرَی الْإِیمَانِ أَوْثَقُ؟

اے ابوذر! ایمان کا سب سے مضبوط کڑا کونسا ہے؟

قَالَ: اَللّٰہُ وَرَسُولُہُ أَعْلَمُ

اُنھوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔

قَالَ: الْمُوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی خاطر دوستی کرنا اور اللہ کی خاطر محبت کرنا

وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ

اور اللہ کی خاطر بغض (نفرت) کرنا۔

(المشکاۃ، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

حرفِ آرزو

ے زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

اَلَّذِیۡنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنۡسٰھُمۡ اَنۡفُسَھُمۡ

انجینئر عبداللہ اسماعیل

14 اگست بھی گزر گیا اور ہم نے شان وشوکت سے یومِ آزادی منا لیا۔ ہم غالباً وہ واحد قوم ہیں جنہیں اپنے نفع اور نقصان کا بھی درست علم نہیں۔ قوم کو مشورہ دیا گیا کہ اس یومِ آزادی پر باجوں کی بجائے ایک ایک درخت لگا دیا جائے مگر ہم نے بحیثیتِ قوم باجوں کو ہی ترجیح دی۔ کچھ لوگوں نے قوم کو یہ یاد دلانے کی کوشش بھی کی کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلا اللہ—— مگر ان باجوں کی آواز میں یہ صدا کہاں تک سنی جاتی۔

اس سطور میں بارہا یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ کوئی بھی چیز اپنی بنیاد کے بغیر تا دیر قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح یہ مملکتِ خداداد جو کہ کلمہ کی بنیاد پر قائم ہوا تھا اس کی بقا بھی کلمہ کے بغیر ممکن نہیں۔ مختلف نسلوں، زبانوں اور علاقوں پر مشتمل اس قوم کو جوڑنے والی چیز صرف اور صرف اسلام ہے اس کے علاوہ اس قوم کو کسی اور چیز پر جوڑنا ممکن نہیں۔ یہ بات کہنے میں جتنی آسان ہے—— درختوں پر باجوں کو ترجیح دینے والی قوم کو یہ بات سمجھانا اتنا ہی مشکل ہے۔

کسی انسان کی معراج یہ ہے کہ وہ اپنے رب کا کامل مطیع وفرمانبردار بن جائے۔ یہ وہ انسان ہوگا جس سے دنیا بھر میں کسی دوسرے کو کوئی ناجائز تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ ایسا انسان ہر حال میں انسانوں کا خیر خواہ ہوگا اور اس انسان کا وجود دنیا کے لیے باعثِ رحمت ہوگا۔ ایسے انسان آج کل آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ اس سے نچلا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے وطن کا محبّ ہو جائے۔

ایسے انسان سے توقع ہے کہ وہ اپنے وطن کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرے گا۔ تمام معاملات میں اپنے ملک کو ترجیح دے گا۔ چاہے اس کے لیے دوسرے ممالک کے انسانوں کے ساتھ ظلم و زیادتی والا معاملہ بھی کیوں نہ کرنا پڑے، آج کل دنیا میں زیادہ تر آبادی ایسے ہی انسانوں کی ہے جو اپنے ہم وطنوں کو انسان اور غیر وطنوں کو انسان کا درجہ بھی دینے کو تیار نہیں۔

تیسرے درجے کے وہ لوگ ہیں جو صرف اپنی ذات کی خاطر زندہ ہیں اور صرف اپنا فائدہ چاہتے ہیں چاہے اس کے لیے وہ کسی دوسرے انسان کے ساتھ کتنی بڑی زیادتی ہی کیوں نہ کر جائیں۔ ایسے خودغرض لوگ گھٹیا درجے پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ بھی دنیا میں مل جاتے ہیں۔

آخری اور پست ترین درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی خواہشات اور ہوس میں اتنا مگن ہو جائے کہ اسے اپنے نفع اور نقصان میں بھی فرق نظر نہ آئے۔ خواہشات کے پیچھے پڑ کر وہ اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مارنے پر آمادہ ہو جائے۔ بات کہنے کی تو نہیں —— مگر ہمارے ملک کی اکثریت اسی طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ اشرافیہ جن کے پاس مختلف ممالک کی نیشنیلٹی موجود ہیں ان کو تو تسلی ہے کہ (معاذ اللہ) اس ملک کو ڈبونے کے بعد وہ کسی اور ملک میں جا کر بس جائیں گے۔ عام عوام جو کہ اپنے شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہونے کی سکت بھی نہیں رکھتے وہ بھی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے سے باز نہیں آ رہے۔

سورۃ الحشر آیت نمبر 19 گواہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کو بھلا دیا، اللہ نے انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ قوم پاکستان کو تو انسانیت کی معراج پر ہونا چاہیے تھا مگر اس رتبے کی ذمہ داریوں سے غافل ہو کر اب ہم اپنے نفع و نقصان سے بھی غافل ہو چکے ہیں اور دن بدن تباہی کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔

حل؟ —— صرف چار الفاظ میں کہ ''لا الٰہ الا اللہ''۔ اگر یہ چار الفاظ سچے دل سے ادا کر کے زندگی اس کے مطابق ڈھال لی جائے تو آج ہمارا وجود بھی پوری دنیا کے لیے باعثِ رحمت بن جائے۔ ع شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

دورۃ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُورَةُ آلِ عِمْرَان

آیات 121 تا 129

سورۂ آلِ عمران کی آیت 121 سے لے کر آیت 180 تک کی 60 آیات جنگِ اُحد کے فوراً بعد نازل ہوئی ہیں اور اِن آیات میں جنگِ اُحد کے موقع پر جو صورتِ حال پیش آئی اُس پر اللہ کی طرف سے تبصرہ ہے کہ چند مسلمانوں سے جو ایک کوتاہی سرزد ہوگئی تھی جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا کچھ نقصان ہوا اور نبی اکرم ﷺ بھی زخمی ہو گئے تھے، یہ کیوں ہوا؟ مسلمانوں سے یہ غلطی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اس سے پہلے سورۃ البقرہ گزر چکی ہے وہ جنگ بدر سے پہلے نازل ہوئی تھی اور یہ سورۃ آلِ عمران ہے جو جنگِ اُحد کے بعد نازل ہوئی۔ اب یوں سمجھئے کہ ہمارے مطالعے کے لحاظ سے درمیان میں وقفہ آ گیا ہے کہ جنگِ بدر کیسے ہوئی اور اس میں کیا ہوا؟ اور پھر جنگِ اُحد کیسے ہوئی؟ اس کے بعد جو ہوا، ان آیات میں اس پر تبصرہ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان حالات کا مختصر تذکرہ کرلیا جائے جو جنگِ بدر میں پھر جنگِ اُحد میں پیش آئے۔

نبی اکرم ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو پہلے چھ مہینے تو آپ نے internal consolidation پر لگائے تھے کہ مسلمانوں کو خود مستحکم کیا اور جو مسلمان ہجرت کر کے آئے تھے ان کی انصار کے ساتھ مواخات قائم کی تا کہ ان کے کچھ روزگار اور رہن سہن کا بندوبست ہو جائے، پھر مدینہ میں جو یہود کے تین قبیلے آباد تھے ان سے معاہدے کیے

تاکہ اندرونی طور پر مسلمانوں کو سکون حاصل ہو سکے کہ آپس میں کوئی کشمکش پیدا نہ ہو جائے خانہ جنگی نہ ہو جائے، پھر جو قبائل مدینہ شہر کے قرب وجوار میں آباد تھے ان سے بھی نبی اکرم ﷺ نے معاہدے کیے اور جن سے معاہدے نہیں ہوئے ان سے یہ بات ہوئی کہ وہ غیر جانبدار (neutral) رہیں گے کہ اگر مسلمانوں کے ساتھ کسی معاہدے میں شریک نہیں ہو رہے تو کم از کم قریش کا بھی وہ ساتھ نہیں دیں گے۔ چھ مہینوں کے بعد نبی اکرم ﷺ نے قریش کے معاملات کی نگرانی کے لیے فوجی دستے بھیجنے شروع کیے۔ جنگِ بدر تو پہلا بڑا معرکہ ہے جو کفار سے ہوا، سیرت کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ جنگِ بدر سے پہلے آپ ﷺ نے آٹھ مہمّیں روانہ کی ہیں ان میں سے چار میں تو غزوات ہیں (اگرچہ ان میں کوئی بڑی جنگ نہیں ہوئی لیکن اس معنی میں کہ جن مہمات میں آپ ﷺ نے خود شرکت کی ہے وہ غزوات کہلاتے ہیں) اور چار ان میں سے وہ ہیں جن میں آپ ﷺ خود شریک نہیں ہوئے بلکہ مہاجرین کو بھیجا ہے۔ یہ آٹھ مہمّیں وہ ہیں جن میں آپ نے صرف مہاجرین کو بھیجا ہے کوئی انصاری صحابی ان میں شریک نہیں کیے۔ ان مہمّوں کا مقصد صرف یہ تھا کہ قریش کو معلوم ہو جائے کہ محمد رسول اللہ ﷺ جو یہاں سے ہجرت کر کے چلے گئے ہیں یہ کوئی ان کا فرار نہیں ہے اور یہ کوئی قریش کی گلوخلاصی نہیں ہوگئی کہ اب چین ہو گیا امن ہو گیا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی presence show کی ہے کہ ہم تمہارے معاملات کی نگرانی کر رہے ہیں اور جیسے ہی ہمیں موقع ملے گا ہم تم سے نمٹ لیں گے۔ پھر جب تحویل قبلہ بھی ہو گیا اس میں اور گاڑھا پن آ گیا اور قریش کو بھی احساس ہو گیا کہ مسلمان تو آئیں گے اور اپنے کعبے کو آزاد کروائیں گے۔ جنگِ بدر سے پہلے جو آٹھ مہمّیں ہوئیں ان میں سے آخری مہم وادیٔ نخلہ کی طرف روانہ کی گئی تھی۔ وادیٔ نخلہ مکے اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ مکے سے مشرق کی طرف طائف ہے اس کے درمیان میں وادیٔ نخلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ آدمیوں کی ایک مہم بھیجی تھی کہ مکے سے طائف کی طرف جو راستہ جا رہا ہے وہاں جا کر تم نگرانی کرو اور قریش کے لوگوں کی آمد و رفت اور بھی جو معاملات ہوں ان کی ہمیں اطلاع دیتے رہو۔ ان آٹھ افراد کا قافلہ وہاں پہنچا اور معاملات کی نگرانی کرنے لگا، اسی دوران ان کی کفار سے کوئی مڈبھیڑ ہو گئی جس میں ایک کافر مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہ پہلا قتل تھا جو ہجرت کے بعد

ہوا۔ ہوا یہ کہ جس تاریخ کو وہ کافر مارا گیا اندازہ یہ تھا کہ جمادی الثّانی کی آخری تاریخ ہے لیکن وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی۔ اس لیے شور ہو گیا کہ رجب کا مہینہ محترم مہینہ ہے اور مسلمانوں نے محترم مہینے میں ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ گویا مسلمان تو اب محترم مہینوں کا بھی احترام نہیں کرتے۔ اس سے مکہ والوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اس کے نتیجے میں قریش نے جنگ کی تیاری شروع کی کہ اب مسلمانوں سے نمٹنا چاہیے وہ ہمارے گھر میں آکر ہمارے معاملات کی نگرانی کر رہے ہیں، وادیٔ نخلہ تک پہنچ گئے ہیں تو ہمارے گھر بھی آسکتے ہیں لہٰذا ہمیں خود آگے بڑھ کر معاملہ طے کرنا چاہیے۔ تو وہ کیل کانٹے سے لیس ایک ہزار کا لشکر لے کر آئے تھے خوب تیاری کی گئی تھی۔ جبکہ جنگِ بدر میں مسلمان تین سو تیرہ نکلے تھے۔ بدر ایک مقام کا نام ہے جو مدینے سے تقریباً جنوب مغرب کی طرف 80 میل کے فاصلے پر ہے، وہاں دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی تھی، کافروں کو شکست ہوئی، قریش کے ستر بڑے سردار مارے گئے، ان میں ابوجہل بھی تھا۔ اس شکست پر ان کو بڑا دکھ ہوا، ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ وہ سمجھتے تھے ہم فتح یاب ہو کر آئیں گے لیکن بڑی ذلّت آمیز شکست ہو گئی تو انہوں نے اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے عہد کیے، کسی نے کہا کہ جب تک میں اس شکست کا بدلہ نہیں لے لوں گا میں اپنی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا، کسی نے کہا میں چارپائی پر نہیں سوؤں گا۔ قبائلی زندگی میں جو بھی ہوتا ہے اس کے مطابق لوگوں نے عہد کیے کہ ہم اس شکست کا بدلہ لیں گے۔ چنانچہ اگلے ہی سال جنگِ اُحد ہوئی۔ جنگ بدر رمضان دو ہجری میں ہے اور شوال تین ہجری میں جنگِ اُحد ہے۔ ایک سال انہوں نے بھرپور تیاری کی ہے چندے بھی لیے گئے اور جو مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آگئے تھے ان کے وہاں مکانات تھے وہ سارے اور ان کا سامان لوٹ کر وہ پیسہ بھی اسی میں ڈالا گیا کاروبار کیا گیا اور اس کے نتیجے میں پیسہ اکٹھا کر کے قریش بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار کا لشکر لے کر اُحد میں آئے۔ بدر مدینے سے 80 میل دور ہے، گویا اس وقت وہ مدینے میں نہیں آئے تھے اور اگلے سال تو وہ مدینے پر چڑھائی کر کے آگئے تھے، اُحد مدینے سے زیادہ دور نہیں ہے، کوئی دو تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

جب محمد رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ ہمیں کیا کرنا

چاہیے؟ کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ مدینے میں رہ کر جنگ کی جائے، منافقین کے سردار عبداللہ ابن اُبی کی بھی یہی رائے تھی اور پہلے محمد رسول اللہ ﷺ کا میلان بھی اسی طرف تھا کہ مدینے میں رہ کر جنگ کی جائے۔ صاف ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی یہ رائے اپنی حکمت عملی اور بصیرت کے اعتبار سے تھی اور عبداللہ ابن اُبی کی رائے کسی اور مصلحت کی بنیاد پر ہوگی بہرحال اس موقع پر دونوں کی رائے متّفق ہوگئی۔ لیکن کچھ نوجوان صحابہؓ جو بدر کے بعد ایمان لائے تھے یا جن کو بدر میں شرکت کا موقع نہیں ملا تھا ان میں جوشِ جہاد تھا اور شہادت کا جذبہ تھا انہوں نے کہا کہ ہمیں شہر سے باہر نکل کر جنگ کرنی چاہیے اور محصور ہو کر جنگ کرنا یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ باہر نکل کر جنگ کریں گے۔ آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے وہاں سے زرہ پہن کر باہر آئے تو لوگوں نے محسوس کرلیا کہ شاید یہ رائے صحیح نہیں دی، اس وقت بدلنا چاہا کہ ہم اپنی رائے واپس لیتے ہیں اور یہیں محصور ہو کر جنگ کر لیتے ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ نبی کا یہ مقام نہیں ہے کہ وہ ہتھیار پہن کر بغیر جنگ کیے اُتارے لہٰذا اب تو جو فیصلہ ہوا ہے اسی پر عمل ہوگا، باہر جا کر جنگ کریں گے۔ آپ ﷺ ایک ہزار آدمی لے کر اُحد کے مقام کی طرف روانہ ہوئے، جہاں قریش کے لشکر نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ جب آپ مدینے سے نکلے تو جو منافقین عبداللہ ابن اُبی کی سرکردگی میں تھے انہوں نے آپس میں کچھ کھسر پھسر کی کہ ہمارا تو مشورہ نہیں مانا گیا اور یہ تو بالکل مرنے والی بات ہے، اس طرح کی باتیں کر کے وہ تین سو آدمیوں کو لے کر مدینہ واپس چلا گیا گویا کہ سات سو آدمی تین ہزار کے مقابلے میں رہ گئے۔ پہلے ایک اور تین کی نسبت تھی، تین سو چلے گئے تو ایک اور چار کی نسبت ہوگئی۔ اس میں بھی جب اُحد کے مقام پر پہنچے تو دو قبیلوں بنو سلمہ اور بنو حارثہ نے بزدلی دکھانے کا سوچا۔ اُس وقت آج کل کی طرح standing army اور مسلح فوج تو نہیں ہوتی تھی بلکہ جب جنگ ہوتی ہر قبیلے کے لوگ اپنے قبیلے کے قابل جنگ لوگوں کو لے کر میدان میں آجاتے تھے۔ تو ان دو قبیلوں نے پہلے واپس جانے اور کچھ بزدلی دکھانے کا سوچا لیکن پھر وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ثابت قدم ہوگئے۔ قرآن مجید میں اس کا بھی تذکرہ کیا گیا۔ اس کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے لیے صف بندی کی اور لوگوں کو ڈیوٹیوں پر متعین کیا۔ ایک جگہ درے پر پچاس ماہر تیراندازوں کی ڈیوٹی لگائی

اور یہ حکم دیا کچھ بھی ہو جائے تم نے یہاں سے نہیں ہٹنا، چاہے ہمیں شکست ہو جائے اور پرندے ہماری لاشوں کو نوچ رہے ہوں تب بھی تم نے یہاں سے نہیں ہٹنا۔ پھر جب جنگ شروع ہوئی تو اللہ کی مدد سے مسلمانوں کو فتح ہوگئی اور کافر بھاگنے لگے۔ اس وقت اس درے پر متعین کیے گئے جو پچاس تیرانداز تھے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تاویل کر لی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا تھا وہ تو جنگ جاری رہنے کی صورت میں تھا اب تو ہمیں فتح ہوگئی ہے اور کفّار بھاگ رہے ہیں اور لوگ مالِ غنیمت جمع کر رہے ہیں تو اب ہم یہاں نیچے چلے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کے جو کمانڈر تھے حضرت عبداللہ ابن جبیر رضی اللہ عنہ منع کرتے رہے پھر بھی ان میں سے زیادہ چلے گئے اور تھوڑے سے رہ گئے۔ جب کفار شکست کھا کر بھاگ رہے تھے تو خالد بن ولید (اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے بعد میں مسلمان ہوگئے) انھوں نے اس درّے کو خالی دیکھا، وہ جس گھڑسوار دستہ کے انچارج تھے اس کو لیا اور ایک لمبا چکر کاٹ کر پیچھے سے اسی درّے پر پہنچ گئے، وہاں موجود چند مسلمانوں کو شہید کر کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ ادھر جو کافر بھاگ رہے تھے انھوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے ایک دستے نے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا ہے تو وہ بھی پلٹ آئے اور انھوں نے آگے سے حملہ کر دیا۔ اس وقت ایک بھگدڑ سی مچ گئی جس میں کئی مسلمان شہید اور زخمی ہوگئے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حملہ ہوا آپ گرے بھی اور بے ہوشی بھی طاری ہوگئی اور یہ خبر بھی پھیل گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہوگئی ہے۔ حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کی شکل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ملتی تھی جب ان کی شہادت ہوئی تو لوگوں میں کچھ ایسے مشہور ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہوگئی ہے۔ یہ مختصر سے واقعات ہیں، اگرچہ تفصیل زیادہ ہے لیکن فی الحال اس کو بیان کرنے کا وقت نہیں ہے۔

سورۂ آلِ عمران کی اگلی ساٹھ آیات میں اس صورت حال پر تبصرہ ہے کہ مسلمانوں کو جو فتح ہوئی تھی وہ شکست میں بدل گئی اور ستّر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوگئے۔ بدر میں ستّر کفار مارے گئے تھے اور اُحد میں نظم کی خلاف ورزی کے نتیجے میں جو بدنظمی پیدا ہوئی اس میں ستّر بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوگئے جن حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت حمزہؓ بھی ہیں۔ اس صورت حال پر تبصرہ ہے اور تبصرے میں سختی اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ابھی اور آگے بڑھانا ہے، قیصر و کسریٰ

کی سلطنتوں سے مقابلہ ہوگا اس لیے ابھی سے نظم کی خلاف ورزی ہوگی تو وہ منظّم جماعت حزب اللہ کہاں سے وجود میں آ جائے گی۔ لہٰذا ڈسپلن کی خلاف ورزی کی اصلاح ہونی چاہیے اور اس میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں ہونی چاہیے اس لیے کہ ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں، ابھی ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں۔ ابھی تو تم پر اور مشکل مراحل آنے ہیں اگر ابھی سے کمزوری دور نہ کی گئی تو پھر آگے اس کے زیادہ خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔

وَ اِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ اور (اے نبیؐ!) جب صبح کو آپ نکلے تھے اپنے گھر سے

تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ مسلمانوں کو بٹھا رہے تھے لڑائی کے ٹھکانوں پر

آپ ﷺ صحابہ کی ڈیوٹیاں لگا رہے تھے کہ آپ یہاں رہیں گے، آپ یہ ڈیوٹی دیں گے۔

وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۲۱﴾ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے

کہ کون کیا کہہ رہا تھا؟ اور کتنے آدمیوں کو آپ نے کہاں ٹھہرایا تھا؟ کیا ڈیوٹیاں لگائی تھیں؟ یہ سب اللہ کے علم میں ہے۔

اِذۡ هَمَّتۡ طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا جب قصد کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ وہ بے ہمتی دکھائیں

وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ ان دونوں کا مددگار تھا

بنو حارثہ اور بنو سلمہ دو مسلمان قبیلے تھے، اللہ نے ان کی کوتاہی کی نشاندہی بھی کی لیکن چونکہ انہوں نے ہمت باندھی اور وہ واپس نہیں گئے تو اللہ نے فرمایا: ﴿طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ﴾ اے مسلمانو! وہ دو قبیلے تم میں سے ہیں اور فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ اور اللہ ان دونوں کا مددگار ہے۔ ان دونوں قبیلوں کے اکابر جب تک زندہ رہے اس پر ہمیشہ فخر کرتے رہے کہ اللہ نے ہمارے بارے میں کہا ہے کہ ہم مسلمانوں میں سے ہی ہیں اور اللہ ہمارا مددگار ہے۔ ہم سے غلطی کا امکان تھا کہ ہم بھی واپس چلے جاتے لیکن اللہ نے ہمیں توفیق دی کہ ہم نے بے ہمتی نہیں دکھائی۔ اللہ نے قرآن مجید میں ہمارا ذکر بھی کیا تو ﴿مِنۡكُمۡ﴾ کہہ کر کیا۔

وَ عَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ اور چاہیے کہ اہلِ ایمان اللہ ہی پر بھروسہ کریں

وَ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ اور اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے بدر (کی لڑائی) میں

حالانکہ اس وقت تم کمزور تھے

اَذِلَّۃٌ ، ذلیل کی جمع ہے اور ذلیل کا لفظ عربی میں کمزور کے معنی میں آتا ہے اگرچہ ہماری اردو اور پنجابی میں ذلیل کے معنی میں کمینگی کا پہلو بھی ہوتا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اس کا شکر ادا کرسکو

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (اے نبی!) جب آپ فرمارہے تھے اہلِ ایمان سے

اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ کیا تمہارے لیے کافی نہیں ہے

اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں سے جو کہ (آسمان سے) اُتارے جائیں گے

کافروں کے اس لشکر کی تعداد تین ہزار ہے، اے مسلمانو! اگر ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کے لیے تین ہزار فرشتے اُتار دیے جائیں تو کیا یہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟

بَلٰٓى کیوں نہیں،

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو

وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا اور وہ تم پر یک دم سے آجائیں

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ تو تمہاری مدد کرے گا تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے نشان زدہ گھوڑوں والے

اگر وہ ایک دم سے حملہ کردیں یا ممکن ہے کہ ان کی کوئی مدد آجائے جس سے ان کو مزید طاقت حاصل ہوجائے تو اللہ تعالیٰ پانچ ہزار فرشتے تمہاری مدد کے لیے بھیجے گا۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ اور اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے صرف خوشخبری بنایا ہے

وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ اور تاکہ تمہارے دل اس سے مطمئن رہیں

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ اور مدد تو ہوتی ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب ہے حکمت والا ہے

اللہ تعالیٰ تو فرشتوں کو بھیجے بغیر بھی اور بغیر اسباب کے بھی مدد کرنے پر قادر ہے۔

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (اللہ تعالیٰ تمہاری مدد اس لیے کرے گا) تاکہ وہ

ہلاک کرے کافروں کے ایک بازو کو

اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ یا ان کو ذلیل کرے پھر وہ واپس ہو جائیں نامراد ہو کر

آگے غزوۂ اُحد کے واقعات پر تبصرہ اور اس میں جو کوتاہیاں ہوئیں ان کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ (اے نبیؐ! اس معاملے میں) آپ کا کوئی اختیار نہیں ہے

یہ اللہ کے اختیار میں ہے جو وہ چاہے گا

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ یا تو ان کی توبہ قبول کرے گا یا ان کو عذاب دے گا کیونکہ وہ ظلم کرنے والے ہیں

جب نبی اکرم ﷺ پر حملہ ہوا اور آپ نے جو خود پہنی ہوئی تھی اس کی دو کڑیاں آپ کے رخسار کے اندر پیوست ہو گئیں اور ایک صحابی حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے دانتوں سے ان کو نکالا تو آپ ﷺ کے خون کا ایک فوارہ چھوٹا اور بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ نڈھال ہوئے، گر بھی گئے اور آپ پر تھوڑی دیر کے لیے بیہوشی طاری ہو گئی پھر جب آپ کو ہوش آیا تو آپ ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے:

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ اِلَى اللّٰهِ؟ (ابن ماجہ)

''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا، حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے''۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ الفاظ بہرحال سخت الفاظ ہیں لیکن جو حقیقت ہے اس کو واضح کرنے کے لیے ہیں کہ اے نبی! ہدایت کا اختیار آپ کے پاس نہیں ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے اور ہدایت دے دے۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ وہی خالد بن ولیدؓ جو اس وقت بظاہر مسلمانوں کی شکست کا سب سے بڑا سبب بنے اور اس درّے کو خالی دیکھ کر مسلمانوں پر حملہ کیا، وہ اس کے بعد 6 ہجری میں مسلمان ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے ہی ان کو سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ (اللہ کی تلوار) کا خطاب دلوا دیا۔ تو واقعتاً اللہ ہی جانتا ہے کس کا دل کس کیفیت میں ہے اور کب اس کا دل پھر جائے گا اور ایمان لے آئے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اس

خیال کی اصلاح فرمائی کہ کسی کو ہدایت دینے یا نہ دینے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔ فرمایا: اے نبی! اس معاملے میں آپ کا کوئی اختیار نہیں ہے بلکہ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کرے گا یا تو وہ ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب دے کہ وہ ظالم ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ	اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ	وہ بخش دے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٩﴾	اور اللہ غفور ہے رحیم ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

اغراض و مقاصد

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق
- علوم قرآنی کی نشر و اشاعت
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو قرآن مجید کی تعلیم و تعلّم کو اپنا مقصد زندگی بنالیں
- اور ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے

السعی منا والاتمام من اللہ

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ کے مقاصد کے فروغ کے لیے آیئے انجمن کے ممبر بنئے

پاکستان کا مطلب کیا؟
لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ!

شجاع الدّین شیخ
امیر تنظیم اسلامی پاکستان کا 14 اگست 24ء کو جھنگ میں ایک خطاب

''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلا اللہ''۔ یہ 77 سال پرانا موضوع ہے لیکن ہر سال ضرورت پیش آتی ہے کہ اس کو تازہ کیا جائے۔ اس وقت بھی جو موضوع ہے اس میں 'پاکستان کا مطلب کیا؟' پہلے ہے اور 'لا اِلٰہ اِلا اللہ' بعد میں ہے لیکن ہم پہلے 'لا اِلٰہ اِلا اللہ' کی بات کر لیتے ہیں آخر میں پھر پاکستان کی بات کریں گے۔ ان شاء اللہ

پانچ باتیں جو آپ کے سامنے رکھنی ہیں۔

1۔ پہلی بات کہ 'لا اِلٰہ اِلا اللہ' کے کلمے کی اہمیت اور اس کا مفہوم کیا ہے؟

2۔ دوسری بات یہ کہ مقصدِ پاکستان کیا تھا؟ علامہ اقبال نے کیا خواب دیکھا تھا؟ قائداعظم نے کیا سمجھایا تھا؟ میرے اور ہم میں سے بہت سے افراد کے آباء واجداد نے اس مملکت کے لیے قربانیاں کیوں دی تھیں؟ ہندوستان پر ہم نے تیشہ کیوں چلایا تھا، دو حصے کیوں کیے تھے۔

3۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس پاکستان کا ایک Composition ہے کہ ایک عجیب قسم کا ملک ہے زبانیں الگ، نسلیں الگ، برادریاں الگ، فرقے الگ، کھانے پینے کے سٹائل الگ لیکن پھر بھی ہم ایک ہوئے۔ کلمے کی بنیاد پر ایک ہوئے۔ وہی ہمارے ملک کے قیام کی اصل بنیاد ہے اور وہی ہمارے ملک کے بقاء واستحکام کی بھی اصل بنیاد ہے۔

4۔ چوتھی بات یہ کہ اس وقت مسائل بہت ہیں، ملک میں بھی ہیں امت کے بھی ہیں۔ لیکن اگر مملکت خداداد کی بات کریں تو مسائل کا حل ایک ہی ہے وہ یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے ملک کو حاصل کیا اس مقصد کی تکمیل کی طرف پیش قدمی ہوگی تو مسائل حل ہوں گے ورنہ ہمارے ملک کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

5۔ پانچویں بات یہ ہوگی کہ عملاً جدوجہد کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ کرنے کے کام کیا ہیں؟ اس پر آخر میں ہم توجہ دلانے کی کوشش کریں گے۔ یہ پانچ باتیں ہیں جن پر ان شاء اللہ ترتیب وار مختصر گذارشات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔

1 کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ:

کلمہ ہم سب پڑھتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ ’’نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے‘‘۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ اس میں Negation پہلے اور Affirmation بعد میں، یعنی نفی پہلے ہے اور اثبات بعد میں۔ کوئی معبود نہیں ہے، کوئی معبود نہیں ہے، کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے۔ قرآن کریم میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 256 آیت الکرسی سے اگلی آیت میں بھی ترتیب یہی ہے کہ نفی پہلے اور اثبات بعد میں، Negation پہلے اور Affirmation بعد میں،

فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ	جو طاغوت کا انکار کرے
وَيُؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ	اور اللہ پر ایمان رکھے
فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى	اس نے ایک مضبوط سہارے کو تھام لیا۔‘‘

(طاغوت کا مفہوم کیا ہے؟ قرآن پاک میں اس کا ذکر آتا ہے تو ہم نے اپنے ہفتہ وار پرچہ ندائے خلافت لاہور میں اس پر مختصر کلام کیا تھا) بہرحال پہلا نقطہ ہے اس کلمہ طیبہ کا مفہوم کیا ہے؟ ترجمہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ البتہ ’اِلٰہ‘ کا لفظ عربی اسلوب میں کئی مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی میں ’اِلٰہ‘ اس ہستی کو کہتے ہیں جس سے شدید محبت کی جاتی ہے۔ اسی طرح عربی میں ’اِلٰہ‘ اس ہستی کو کہتے ہیں جس کے لیے سب سے بڑھ کر بندہ محنت کرتا ہے، Struggle کرتا ہے، اپنے آپ کو کھپاتا ہے۔ عربی میں ’اِلٰہ‘ اس ہستی کو کہا جاتا ہے کہ مشکلات میں جس کی طرف بندہ لپکتا ہے اس توقع سے کہ یہ میری بگڑی کو بنادے گا سنوار دے گا۔ اور عربی میں ’اِلٰہ‘ اس

ہستی کو کہتے ہیں جو ہم عموماً ترجمہ کرتے ہیں کہ جس کی عبادت کی جائے۔ میں نے یہ چار مفہوم آپ کے سامنے رکھے ہیں (اس کے علاوہ اور بھی مفاہیم بھی ہیں) (۱) جس سے سب سے بڑھ کر محبت ہو (۲) جس کے لیے سب سے بڑھ کر محنت کی جائے (۳) مشکلات میں تکالیف میں پریشانیوں میں جس کی طرف سب سے بڑھ کر لپکا جائے۔ (۴) جس کی عبادت کی جائے۔ ہمارا ایمان ہمارا عقیدہ ہے کہ اس سارے مفاہیم کا اصل اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوگا۔ سب سے بڑھ کر محبت کس سے ہو؟ اللہ سے۔ قرآن پاک بتاتا ہے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 165 میں وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ اور جو لوگ ایمان لائے ان کی شدید ترین محبت سب سے بڑھ کر محبت اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ یہ الگ بات ہے بندہ کسی کم تر چیز پر اٹک جائے، کوئی کسی کے ظلموں کا شکار ہو کر اللہ کی حدود کو پامال کر دے، کوئی مال کا بت تراش کر اس کی سیوا کرے اور اللہ کو فراموش کر دے، کوئی کرسی اقتدار کا بھوکا اور ہوس کا مارا بن کر اللہ کے احکامات کو پامال کر دے تو یہی چیزیں اِلٰہ بن جاتی ہیں۔ سب سے بڑھ کر محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔ سب سے بڑھ کر محنت بھی اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ بقرہ عید کے موقع پہ جانور ذبح کرتے وقت جو دعا پڑھتے ہیں اس میں سورۃ الانعام آیت نمبر 162 کے الفاظ ہیں:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

''بے شک میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہان والوں کا رب ہے''۔

کسی نے بڑی پیاری ترجمانی کی جو ہمارے موضوع کا آخری حصہ بھی ہے۔ ؎

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی　　میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

تو محبت بھی سب سے بڑھ کر اللہ کے لیے ہو اور محنت بھی ہو تو سب سے بڑھ کر اللہ کے لیے ہو۔ کسی نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ ساری زندگی کا حاصل اگر یہ نکلے کہ کل اللہ راضی ہو جائے اور فرما دے: فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ (داخل ہو جاؤ میرے بندوں میں، اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں) تو بندہ کامیاب ہے۔ اور ساری زندگی مارے مارے پھرتے رہے سب کچھ لگا دیا کھپا دیا مگر اللہ کو نہ پایا، زندگی کا حاصل کیا نکلا؟ صفر، بلکہ بربادی اور تباہی ہے۔

تو محنت بھی سب سے بڑھ کر اللہ کے لیے ہے۔ پھر مشقتوں، پریشانیوں، تکالیف میں امیدیں اور لگاؤ اللہ سے ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا جامع تعارف سورۃ الاخلاص کی چار آیتوں میں آتا ہے، اس کی دوسری آیت ہے: اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ صمد عربی میں ایسی چٹان کو بھی کہتے ہیں کہ ڈوبتا ہوا آدمی اس کا سہارا لے کر زندگی دوبارہ حاصل کرلیتا ہے۔ صمد عربی میں قبیلے کے اُس سردار کو بھی کہتے ہیں اپنی مشکلات میں جس کی طرف لوگ جاتے ہیں اور وہ کسی کے پاس نہیں جاتا۔ صمد چٹان بھی ہے، صمد قبیلے کا سردار بھی ہے۔ ڈوبتا ہوا چٹان کے پاس جاتا ہے، چٹان کسی کے پاس نہیں جاتی۔ قبیلے کے لوگ سردار کے پاس جاتے تھے وہ کسی کے پاس نہیں جاتا تھا۔ عربی صمد (بغیر الف لام) کا معنی چٹان بھی ہوجائے گا اور قبیلے کا سردار بھی ہوجائے گا۔ الصمد (الف لام کے ساتھ) کون ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ سب اسی کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ باقی ساری مخلوق محتاج ہے۔ مسیحیت کے ماننے والوں نے خدا کی خدائی میں بی بی مریم کو اور حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) کو شامل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تین سادہ الفاظ میں سارے عقیدے کا رد کر دیا۔ اللہ فرماتا ہے ﴿کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے (بی بی مریم اور عیسیٰ (علیہما السلام)) کھانے والا کتنا محتاج ہے مجھے بھی پتا ہے آپ کو بھی پتا ہے۔ سارے بھونڈے عقیدے کا رد تین الفاظ میں قرآن نے کر دیا ہے ﴿کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ﴾ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ اللہ اپنی شان بیان فرماتا ہے: ﴿وَھُوَ یُطْعِمُ وَ لَا یُطْعَمُ﴾ اللہ کھلاتا ہے اللہ کو کھانے کی حاجت نہیں ہے۔ سب اسی کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اِلٰہ کے یہ سارے مفاہیم: محبت جس سے ہو وہ اِلٰہ ہے، محنتیں جس کے لیے ہوں وہ اِلٰہ ہے، مشکلات میں جس کی طرف رجوع کیا جائے وہ اِلٰہ ہے۔ ان کا اصل مصداق صرف اللہ کی ذات ہے۔ البتہ جو معروف ترجمہ ہے ہم وہی کرتے ہیں۔ اِلٰہ معبود کو کہتے ہیں یعنی جس کی عبادت کی جائے۔ اب یہ عبادت بھی تفصیل طلب لفظ ہے۔ اسی کا اقرار ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں کرتے ہیں ﴿ایاك نعبد ......﴾ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور اللہ کے پیغمبروں کی تمام بنیادی دعوت کیا تھی؟ سورۂ اعراف میں چھ رسولوں کی بنیادی دعوت کا ذکر آتا ہے۔ اس سورت کی آیت نمبر 59 میں حضرت نوح علیہ السلام کے الفاظ آئے ﴿یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ﴾ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

ہے۔ تمام پیغمبر مخصوص قوموں کی طرف تھے وہ یاقوم، یاقوم کہتے تھے۔ خاتم النّبیین ﷺ سارے انسانوں کے لیے ہیں تو آپ سے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 21 میں کہلوایا گیا:

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ ○ اے انسانو! اپنے رب کی عبادت کرو۔

تو ہر پیغمبر کی بنیادی دعوت تھی کہ رب کی عبادت کرو۔ اور مجھے اور آپ کو اللہ نے کیوں پیدا کیا؟ سورۂ ذاریات کی آیت نمبر 56 میں اللہ نے فرمایا:

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ○

''میں نے تمام جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

سادہ سے شعر میں اس کی ترجمانی کی گئی: ؎

زندگی آمد برائے بندگی   زندگی بے بندگی شرمندگی

تو اللہ نے مجھے اور آپ کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ بہت تفصیل میں جائے بغیر، سادہ سا سوال ہے کہ اللہ کتنے گھنٹے معبود ہے؟ اللہ چوبیس گھنٹے معبود ہے۔ شادی کے موقع پر بھی اللہ کی چلے گی۔ نوکری کے موقع پر بھی اللہ کی چلے گی۔ گھر میں آ گیا ہوں تو بھی اللہ کا حکم چلے گا۔ یہاں تک تو پھر بھی بات ہو جاتی ہے۔ کاروبار میں کس کی چلنی چاہیے؟ عدالت میں کس کی چلنی چاہیے؟ معیشت میں کس کی چلنی چاہیے۔ تو اللہ یقیناً چوبیس گھنٹے معبود ہے تو اس کی عبادت کا تقاضا پوری زندگی میں ہے۔ اسی لیے البقرہ آیت نمبر 208 تلاوت کی گئی:

اُدۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً   اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

پورے کے پورے اسلام میں باطن بھی ہے اور ظاہر بھی۔ باطن معاملات میں تکبر سے بھی منع کیا گیا، حسد سے بھی منع کیا گیا، مال کی محبت سے بھی منع کیا گیا۔ یہ باطن کا مسئلہ ہے۔ پھر ایمانیات کا بیان باطن کا معاملہ ہے، غیب پر ایمان باطن کا معاملہ ہے۔ تو باطن کے معاملات بھی اسلام بتاتا ہے یا عبادت کے تقاضوں میں باطن کے معاملات بھی ہیں۔ انما الاعمال بالنیات۔ اور عبادت کے تقاضوں میں ظاہر کے معاملات بھی آئیں گے۔ انفرادی معاملات بھی آئیں گے اور اجتماعی معاملات بھی۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ پورے کے پورے اسلام میں انفرادی زندگی بھی آئے گی اجتماعی زندگی بھی آئے گی، ایمانیات اور

عقائد بھی آئیں گے عبادات بھی آئیں گی، نماز زکوٰۃ روزہ حج، خوشی غمی کا موقع بھی آئے گا نکاح کا موقع میت کا موقع بچے کی ولادت کا موقع اور پورے کے پورے اسلام میں گھر کی زندگی بھی آئے گی نکاح کا موقع بھی آجائے گا۔ شوہر بیوی کے معاملات، والدین اولاد کا تعلق یہ بھی آجائے گا، پڑوس کا معاملہ بھی آجائے گا۔ پورے کے پورے اسلام میں گھر کی زندگی سے باہر نکل کر کاروبار معیشت، معاشرت، عدالت، سیاست، ریاست، نظامِ تعلیم سب کچھ آئے گا۔ یہ آج کا سبق مسلمان بھول گئے ہیں اور قرآن پاک میں ہے کہ اس پر اللہ کا غضب بھڑکتا ہے کہ بندے اللہ کی کتاب کے حصے بخرے کردیں، کچھ مانیں کچھ نہ مانیں۔ قرآن پاک سورۃ البقرہ آیت نمبر 85 میں فرماتا ہے:

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

’’کیا تم کتاب کا ایک حصہ مانتے ہو ایک حصہ نہیں مانتے۔‘‘

کچھ پر عمل کرتے ہو کچھ پر عمل نہیں کرتے۔ کچھ لیا کچھ چھوڑ دیا۔ آیت کا پس منظر یہود کا ہے لیکن آج قرآن کو ہم مانتے ہیں، ہم قرآن سے کچھ لیتے ہیں کچھ نہیں لیتے۔ اکثریت نماز جمعہ کی دو رکعت ادا کرتی ہے۔ پانچ وقت کی نماز وقت پر باجماعت ادا کرنے والے کتنے فیصد مسلمان ہوں گے؟ مجھے بھی پتا اور آپ کو بھی پتا ہے۔ ادھر ہی فیل ہوجاتے ہیں۔ چلیں پھر بھی نماز لے لی زکوٰۃ لے لی روزہ لے لیا حج عمرہ قربانی لے لی۔ گھر سے باہر پردے کا حکم کس کا ہے؟۔ سود حرام کس نے قرار دیا ہے؟ مگر سود کا دھندہ چلتا ہے۔ جوئے سے کس نے منع کیا؟ لیکن کاروبار چل رہا ہے۔ عدالتی فیصلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہوں وہاں پر انگریز کا کالا قانون چلتا ہے، بعض مرتبہ شریعت کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں۔ قانون ساز پارلیمنٹ میں شریعت کی دھجیاں بکھیر دی جاتی ہیں۔ گنتے چلے جایئے۔ تو اللہ کہہ رہا ہے کہ کچھ مانتے ہو کچھ نہیں مانتے کچھ پر عمل کرتے ہو کچھ پر عمل نہیں کرتے یہ کچھ قابل قبول نہیں ہے۔

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى أَشَدِّ الْعَذَابِ

’’جو تم میں سے یہ رویہ اختیار کرے (کہ کچھ پر عمل کرے کچھ پر عمل نہ کرے) تو کچھ قبول ہونا تو دور کی بات ہے اس کی سزا ہے دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت

میں شدید عذاب ہے۔‘‘

پانچ میں سے پہلی بات کلمے کا مفہوم ہمارے سامنے آیا۔ محبت سب سے بڑھ کر اللہ سے، محنتیں سب سے بڑھ کر اللہ کے لیے، مشقتوں میں مشکلات میں تکالیف میں اسی کی طرف رجوع کرنا اوراس کی عبادت کرنا مگر یہ عبادت چوبیس گھنٹے کے لیے مطلوب ہے، جس میں انفرادی زندگی بھی آتی ہے اور اجتماعی زندگی بھی آتی ہے۔

2 پاکستان کیوں بنا تھا:

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ ہم نے یہ پاکستان کیوں بنایا تھا؟ یہ پاکستان ہم نے کیوں حاصل کیا تھا؟ ایک چھوٹا سا طبقہ بھی انگریزی پریس کے لوگ اور ایک لبرل، سیکولر طبقہ ہے جو کہتا ہے کہ قائداعظم سیکولر تھے پاکستان کو سیکولر ہونا چاہیے۔ سیکولرزم کیا ہے؟ کہ Religion کو کسی تعلیمی نظام میں دخل اندازی کی اجازت نہیں ہے۔ انگریزی کے Religion کو سیاسی معاملات میں دخل اندازی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ Religion کو لوگوں کے اجتماعی معاملات میں دخل اندازی کی اجازت نہیں ہے۔ اپنے Religion کو اپنی حد میں رکھو یا اپنی عبادت گاہ والی بلڈنگ میں رکھو۔ یہ سیکولرزم کی آج کی ان معروف ڈکشنریز کے آن لائن ایڈیشن میں تعریف ہے۔ انگریزی کا لفظ Religion ہے کہ ایک God یا بہت سارے Gods چھوٹے چھوٹے خداؤں کو ماننا اور ایک بلڈنگ جس کو ٹیمپل کہہ لیں چرچ کہہ لیں مندر کہہ لیں اس کے اندر اس کی عبادت کر لینا۔ یہ ہے انگریزی کا Religion۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ سیکولرزم کیا ہے کہ Religion کو بس حد میں رکھو اپنی مذہبی عبادت گاہ کے اندر رکھو تمہارے تعلیمی نظام میں، تمہارے اجتماعی معاملات میں، تمہارے سیاسی معاملات میں اس کو دخل اندازی کی اجازت نہیں ہے۔ یہ انگریزی کا سیکولرزم ان کو مبارک ہو۔ یہ انگریزی کا Religion ان کو مبارک ہو۔ اس کے برعکس قرآن کہتا ہے کہ یہ زمین اللہ کی ہے۔

لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

’’اللہ ہی کی ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت‘‘

اور تین مرتبہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ

سورۂ یوسف کی آیت نمبر 40 میں بھی یہ الفاظ ہیں۔حکم کا اختیار صرف اللہ کے لیے ہے۔اقبال ترجمانی کرتا ہے اس کی:ؔ

سروری زیبا فقط اس ذات ہمتا کو ہے حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

حکمران اصل میں اللہ تعالیٰ ہے۔تو اللہ کی حاکمیت کو ماننا ہے تو گھر میں بھی اللہ کو بڑا ماننا پڑے گا اور مسجد میں بھی، دکان میں بھی، عدالت میں بھی اور پارلیمنٹ میں بھی بڑا ماننا پڑے گا۔ یہ اسلام ہے۔اسلام انگریزی کا Religion نہیں ہے۔اسلام دین ہے System of life ہے نظام زندگی ہے۔اس معنی میں بھی قرآن کی سورہ انفال آیت نمبر 39 میں یہ لفظ آیا ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ

''اور جنگ کرو ان کے خلاف اور یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہوجائے۔''

قرآن پاک میں فتنے کا ترجمہ آزمائش کا بھی کیا گیا ہے، فتنے کا ترجمہ عذاب کا بھی کیا گیا ہے (سورۂ انفال میں آتا ہے) اور فتنے کا ترجمہ ایسے حالات جہاں اللہ کی کامل بندگی جہاں ممکن نہ ہو۔ان حالات کو فرو کرنے، مٹانے کے لیے اگر جنگ بھی کرنا پڑی تو کی جائے گی تاکہ دین اللہ کے لیے ہوجائے، نظام اللہ کے لیے ہوجائے اور سسٹم اللہ کے لیے ہوجائے۔تو پاکستان کیوں بنایا تھا؟ آیئے اقبال سے پوچھ لیتے ہیں۔اقبال نے شکوہ جواب شکوہ لکھا امت کو احساسِ زیاں بیدار کر کے بتایا:ؔ

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

اقبال نے حل بتایا:ؔ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

جو مرعوبیت آج ہم میں ہے اقبال نے اس کو بھانپ لیا تھا، اقبال تو خود مغرب گیا ہے فلسفہ پڑھ کر آیا ہے اور کہتا ہے کہ ؏ مسلماں کو مسلماں کردیا طوفان مغرب نے

اور آ کر اقبال قوم کو بتاتا ہے کہ مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے:ؔ

تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائیدار ہوگا

ضمناً ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ بعض سیکولر حضرات ایک گورنمنٹ ادارے کے ٹریننگ کورس میں تھے۔ چھ مہینے کے کورس میں ایک دو گھنٹے کا Topic ’’پاکستان اسلامی ریاست نظریہ پاکستان‘‘ زیر بحث آ گیا، مجھے بلالیا گیا۔ مجھے پہلے سے پتہ تھا کہ یہاں مزاجاً سیکولر لوگ ہیں تو پہلے میں نے قرآن مجید اور سیرتِ رسول ﷺ کو بیان کیا، پھر قائداعظم اور علامہ اقبال کو بیان کیا۔ ایک صاحب نے سوال وجواب کی نشست میں کہا: ارے بھائی! آپ اقبال کے 1930ء کے خطبہ الٰہ بادکی کیا بات کرتے ہو، وہاں تو کورم ہی پورا نہیں تھا تو اقبال نے خاک خطبہ دیا ہوگا۔ آپ کیا قائداعظم کی باتیں کرتے ہو وہ تو شرابی تھے جواری تھے (استغفر اللہ)۔ میں نے بھی تھوڑا جذباتی انداز سے کہا: قرآن مجید کو مانتے ہو؟ اُس نے کہا: قرآن کو تو مانتے ہیں۔ میں نے کہا: میں نے پہلے کیا بیان کیا ہے؟ اس نے کہا: قرآن کو بیان کیا ہے۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہو؟ اس نے کہا: جی۔ میں نے کہا: اقبال اور قائداعظم کو ماننا نہ ماننا میرے ایمان کا حصہ نہیں ہے، نہ قبر میں منکر نکیر پوچھیں گے، نہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ جب اس سے پوچھا کہ تم قرآن کو مانتے ہو؟ اب ظاہر سی بات ہے کہ وہ پبلک میں تو قرآن مجید کا انکار نہیں کرسکتا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے دل میں بات ڈالی تھی ورنہ ایسے لوگوں کو ہینڈل کرنا ذرا مشکل معاملہ ہوتا ہے۔ اسی لیے میں نے پہلے آپ کے سامنے کلمہ طیبہ کا مفہوم رکھا۔ اب قائداعظم اور علامہ اقبال کی بات کرتا ہوں، تو علامہ اقبال نے خطبہ الٰہ آباد میں کہا کہ میری تجویز یہ ہے کہ مسلمانوں کی آزاد ریاست ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ اللہ کا دین اپنا نفاذ چاہتا ہے اور جب تک ہمارے پاس ایک آزاد خطہ نہ ہو، ہم کیسے شریعت کو نافذ کرسکتے ہیں؟ علامہ اقبال کے اس سے زیادہ واضح الفاظ ان کے ایک انگریزی خط میں ہمیں ملتے ہیں۔ علامہ اقبال نے قائداعظم کو خطوط لکھ کر واپس بلایا تھا جب وہ اُس وقت مسلم لیگ کے بعض حضرات کے طرزِ عمل سے مایوس ہوکر برطانیہ چلے گئے تھے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں:

’’جہاں تک میں نے دنیا کے مسائل میں غور وفکر کیا ان مسائل کا حل اسلامی شریعت کے سوا کہیں نہیں ہے، لیکن اسلامی شریعت کیسے نافذ ہوگی؟ جب تک ہم

مسلمانوں کے پاس اپنی آزاد ریاستیں (states) نہ ہوں۔تو آپ آیئے اور اس مسلمان قوم کو lead کیجیے۔‘‘

دوسری بات یہ ہے کہ قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی ایک تقریر کو بڑا اُچھالا جاتا ہے، 11 اگست کی تقریر میں کچھ باتیں قائداعظم کی طرف غلط منسوب کی گئیں ہیں۔ بعد میں جسٹس منیر نے بددیانتی کی ہے اور بزرگوں کو یاد ہوگا کہ اس نے غلط باتیں قائداعظم کی طرف منسوب کی ہیں۔اس سب کے باوجود 11 اگست کی اس تقریر کوایک منٹ کے لیے ایک طرف رکھ دیں، ذرا غور کریں کہ قائداعظم اس تقریر کے بعد زندہ بھی تو رہے تھے،اس کے بعد کی تقریریں بھی تو ریکارڈ پر ہیں۔اس سے پہلے 1937ء، 1938ء، 1941ء، 1944ء اور 1948ء کی بہت سی تقریریں بھی ریکارڈ پر موجود ہیں۔صرف ایک 11 اگست کی تقریر کے تین جملے اُٹھا کر ہماری حکومتوں نے اس کو چھاپا اور ہمارے بڑوں نے قائداعظم کی اس تقریر کا سہارا لے کر 11 اگست کو اقلیتوں کا دن منایا۔مگر یہ لوگ بددیانتی یہ کرتے ہیں کہ بتاتے نہیں ہیں کہ قائداعظم نے اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں کہا کہ وہ حقوق جو قرآن مجید انھیں دیتا ہے۔میں تشریح میں کہتا ہوں کہ وہ اقلیتیں اپنی اوقات میں رہیں اُن کے حقوق ان کو ملیں گے۔آج مسلمانوں کی مسجدوں کو شہید کیا جاتا ہے اور سکھوں کے گردوارے بن رہے ہیں، ہندوؤں کے مندر بن رہے ہیں، عیسائیوں کے چرچ بن رہے اور قادیانیوں کے لیے نرم گوشہ پیش کیا جارہا ہے۔ایسا ہے یا نہیں؟ اور قائداعظم کی طرف منسوب کر رہے ہیں حالانکہ قائداعظم نے کہا کہ وہ حقوق جو قرآن دیتا ہے۔یہ ہم بھی مانتے ہیں، اس سے کسی کو انکار نہیں۔اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اقلیتوں کے حقوق کا ذکر کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا ذکر ہے۔ایک اور بات کہ کبھی مسلمانوں کی آپس میں جنگیں بھی ہوئیں تو غیر مسلموں نے ان علاقوں کو نہیں چھوڑا، نہ انہوں نے وہاں پر کوئی سازش کی کیوں؟ ان کو پتا تھا جتنے حقوق یہ ہمیں دے رہے ہیں ہمارے اپنے بھی نہیں دے سکتے۔

قائداعظم کے کم از کم 115 فرمودات ریکارڈ پر موجود ہیں۔اسلام کا جھنڈا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دیا ہم نے اس کو بھلا دیا ہے اس کو اٹھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمیں عزت عطا فرمائی۔قائداعظم یہ کہتے تھے کہ تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ ہمارا آئین کیا ہوگا؟ ہمارا آئین و قانون

قرآن ہے جو تیرہ صدیاں پہلے دے دیا گیا۔ 11 اگست کی تقریب اُٹھا کر اس وقت بھی کچھ لوگوں نے کہا یہ ملک سیکولر ہوگا، قائداعظم نے جنوری 48ء میں (یہ تقریر ریکارڈ پہ موجود ہے) فرمایا کہ پتا نہیں کیوں بعض لوگ اس طرح کا انتشار پھیلا رہے ہیں اور یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ پاکستان کا آئین شریعت کے مطابق نہیں ہوگا، کیوں یہ گڑ بڑ کر رہے ہو۔ پھر قائداعظم سٹیٹ بینک آف پاکستان (State Bank of Pakistan) پشاور برانچ کے آغاز کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''مغرب کے اس سرمایہ دارانہ نظام (Capitalist economy) نے انسانوں کو برباد کر دیا ہے۔ اسی مال کی محبت پر مبنی نظام نے دو بڑی جنگیں کرا کر دنیا کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے۔ اللہ نے ہمیں پاکستان دیا اب ہمارا فرض ہے کہ دنیا کے سامنے اسلام کی عادلانہ تعلیمات پر مبنی نظام پیش کریں۔''

یہ ستمبر 1988ء میں جنگ اخبار میں بھی شائع ہوا اور یہ ساری تقریریں کسی مسجد کے مولوی صاحب نے مفتی صاحب نے دارالعلوم شائع نہیں کی بلکہ Ministry of information Government of Pakistan نے 1988ء میں چار جلدوں میں شائع کیا اور ڈاکٹر ریاض علی شاہ (جو کہ قائداعظم کے ذاتی ڈاکٹر تھے) کہتے ہیں آخری وقت میں قائداعظم نحیف کمزور ہو گئے تھے، بڑی ہلکی آواز میں بولتے تھے اور وہ کان لگا لگا کر سنتے تھے۔ کہتے کہ مجھے اطمینان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان عطا کر دیا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ یہ پاکستان رسول اللہ ﷺ کا روحانی فیضان ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ خلافتِ راشدہ کو سامنے رکھ کر رہنمائی لیں اور عہد حاضر کی اسلامی فلاحی ریاست دنیا کے سامنے پیش کریں۔

اگلی بات ذرا جذباتی ہے کہ میرے دادا اور میرے ابا ہندوستان (مودی کے گجرات) سے ہجرت کر کے آئے تھے، اور بھی لاکھوں لوگ اس ملک میں ہجرت کر کے آئے تھے۔ ہمارے ابا اور ہمارے دادا تو واپس نہیں گئے۔ کیا بھارت میں مسلمان نماز نہیں پڑھ سکتا؟ ہاں پڑھ سکتا ہے، روزہ رکھ سکتا ہے؟ ہاں رکھ سکتا ہے اور زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ ہاں دے سکتا ہے۔ وہ کیوں آئے تھے؟ اگر سیکولر پاکستان چاہیے تھا تو سیکولر بھارت کھڑا ہے کیا ضرورت تھی جانیں قربان کرنے کی، لاکھوں کی

تعداد میں گھر بار کو چھوڑنے کی۔ دنیا کو ہجرت مدینہ کا ایک عکس دکھانے کی۔ یعنی شہداء کے ساتھ غداری، شہداء اور ہمارے باپ دادا ہمارے اباؤ اجداد کا مذاق اُڑانا۔ یہ باتیں ہیں ہمارے ذہنوں کو خراب کرنے کے لیے کی جا رہی ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات پہلے Clearly آئی کہ مسلمان کہیں بھی ہو، پاکستانی ہے یا نہیں کہیں بھی ہو وہ اللہ کے دین پر عمل کرنے، اللہ کے دین کی دعوت پیش کرنے اور اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنے کا پابند ہے۔

3 مملکتِ پاکستان کو متحد رکھنے والی قوّت:

جان کیری امریکہ کا منسٹر تھا۔ اس نے ہمارے ایک آرمی چیف کے امریکہ جانے پر کہا کہ پاکستانی فوج بائنڈنگ فورس ہے۔ غلط بات ہے۔ فوج کا موٹو کیا ہے؟ ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ۔ تو ہماری فورسز کی بھی بائنڈنگ فورس ایمان ہے اور اس قوم کی بھی بائنڈنگ فورس ایمان ہے۔ ورنہ غور کریں دنیا میں سبھی ملک ایک زبان بولنے والے ہوتے ہیں۔ فرانس میں فرنچ (فرانسیسی زبان) بولتے ہیں، ایک زبان بولنے والے جمع ہیں۔ دنیا میں ایک ملک جرمنی ہے جس میں ایک ہی نسل کے لوگ ہیں ملک بن گیا اور بن جاتا ہے یا خطے ایک جیسے ہوتے ہیں انڈونیشیا، ملائشیا ہے، جزیرے ہی جزیرے ہیں ایک جیسے خطے ہیں ملک موجود ہیں۔ کوئی تاریخی پس منظر ہوتا ہے چائنہ، ہندوستان اور مصر ہزاروں برس کی تاریخیں موجود ہیں۔ چائنہ بھی موجود ہے، مصر بھی موجود ہے اور ہندوستان بھی موجود ہے۔

پاکستان میں رہنے والوں کی زبانیں، نسلیں اور کھانے پینے کا سٹائل سب الگ ہیں۔ بنگلہ دیش تو بعد میں الگ ہوا، بنگالی عورت کی ساڑھی کو دیکھیں اور پشتون عورت کے پورے شٹل کاک والا برقعہ دیکھیں دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ لباس الگ، زبانیں الگ، نسلیں الگ اور خطے الگ ہیں۔ ہمارے پاس ایک جیسے خطے نہیں ہیں۔ عجیب ملک ہے نہ زبان، نہ خطہ، نہ نسل اور نہ کوئی تاریخی تسلسل ہے۔ خدا کی قسم اللہ نے ہمیں کلمے پر جمع کیا ہے۔ 77 برس پہلے یہ قوم پنجابی، بلوچی، پٹھان، پشتون اور سندھی کم تھی مسلمان زیادہ تھی۔ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کم تھے کلمہ اُوپر تھا۔ 77 برس پہلے قوم تھی، اس کو ایک ملک چاہیے تھا۔ اللہ نے چھپر پھاڑ کر یہ ملک دیا۔ انگریز کو بھگایا اور ہندو کی اکثریت سے جان چھڑائی ہماری۔

ہمارے استاد ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب 'استحکام پاکستان' دیکھیں تو اسلام اور پاکستان کے موضوعات بہت تفصیل سے ملیں گے۔ بچا ہوا ایک ملک ہے۔ زبان اوپر آئی بنگلہ اور بنگلہ دیش بن گیا، ایسا تعصب بن گیا۔ دو ملک دو پاکستان ہوجاتے۔ ایک مشرقی ہوجاتا اور ایک مغربی ہوجاتا رہتے تو پاکستان ہی۔ اس قوم کی تلاش ہے جو پنجابی، مہاجر، پٹھان، پشتون، سندھی اور بلوچی کم کلمے والی زیادہ ہو۔ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث کم کلمے والی زیادہ ہو۔ جو مال کے غلام کم اللہ کو الٰہ مان کر اس کے ماتحت گزارے۔ ہمارا جینا مرنا کلمے کے ساتھ وابستہ ہے۔ پاکستان نظریے کی بنیاد پر اور کلمے کی بنیاد پر بنا۔ بنا تو اسرائیل بھی تھا اور آج بھی اسرائیل امریکہ، یورپی ممالک اور بھارت کی بدمعاشی ہے۔ یہ بدمعاشیاں ہٹ جائیں تو اسرائیل نہیں کھڑا رہ سکتا۔ وہ دھونس، دھمکی اور بدمعاشی کی بنیاد پر بنا ہے۔ ہم کلمے کی بنیاد پر بنے ہیں، کلمہ ہٹا دیں تو ہم ختم ہوجائیں گے۔ اگر زبان اوپر لانی ہے تو سارے صوبوں کے دس دس ٹکڑے کردو۔ ہم نہ زبان پر جی سکتے ہیں، نہ نسل پر جی سکتے ہیں اور نہ فرقے پر جیت سکتے ہیں۔ ہمارا Composition ہی مختلف ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

4 ہمارے مسائل:

چوتھی بات یہ ہے کہ جو مسائل ہیں ان کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، میں اور آپ سب Face کر رہے ہیں۔ معیشت کا بیڑا غرق ہے، سیاست کا ستیاناس ہے، عدالتی نظام کا بھونڈا پن سامنے ہے، ریاستی اداروں کا جبر اور ان کی رعونیت ہمارے سامنے ہے، سیاست دانوں کی دھوکہ بازی ہمارے سامنے، بعض مذہبی حضرات کی دنیا پرستی ہمارے سامنے ہے اور عوام کی مادہ پرستی بالکل کھل کے سامنے ہے۔ ایک Analysis آیا کہ 92% لوگ اس چکر میں ملک سے باہر چلے جائیں۔

ہم نے اللہ کے ساتھ غداری کی ہے اور اللہ کے سوا ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے تو اسلام کے نام پر بچے گا اور اسلام کی بنیاد پر ہی مستحکم ہوگا۔ باقی تفصیل طلب بات ہے کہ عدالتی نظام کیسے ٹھیک ہوگا؟ معیشت کیسے ٹھیک ہوگی؟ لیکن پہلے ہم تو اللہ کے

ساتھ ٹھیک ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو چلا رہا ہے، چوبیس پچیس کروڑ عوام کا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی زیادہ مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے اسلام کا سافٹ امیج پیش کر دیا، IMF کے جوتے چاٹے، Russia کے سامنے جھکے، امریکہ کی گود میں بیٹھے اور اپنے افغان بھائیوں کو لاکھوں کی بنیاد پر شہید کروایا اور پھر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ ظلم کا معاملہ کرنا چاہیے۔ امریکہ کی گود میں بیٹھ کر دیکھ لیا لیکن ہمارے ہاں کوئی حالات بہتر نہیں ہوئے بلکہ مزید بگڑتے چلے جا رہے ہیں ہمارا Analysis غلط ہو گیا۔

5 کرنا کیا ہے؟

آج مادہ پرستی، رعونیت اور دنیا پرستی ہے، وجہ خوف خدا نہیں خوف آخرت نہیں ہے۔ ہم کلمے پڑھنے والے مسلمان ہیں ہمارے دلوں میں ایمان کتنا ہے فجر کی نماز میں چیک کر لیں، دنیا کے معاملات اور لین دین کرتے ہوئے چیک کر لیں پتہ چل جائے گا۔ ہمیں شدید ایمان کی، کلمے کی محنت کرنی ہے۔ ایمان وہ ہے جو زبان کی بجائے دل میں ہوتا ہے۔ یہ ایمان پھر صہیب رومی، بلال حبشی اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کو جوڑتا ہے۔

گلوبل اُمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے Present کی۔ یہی کلمہ بلوچی، سندھی اور پشتون کو جوڑ سکتا ہے مگر ایمان زبان پہ نہیں دل میں ہو۔ اُس ایمان کی محنت قرآن کے ذریعے سے ہے۔ اسی کے لیے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرکزی انجمن خدام القرآن 1972ء میں قائم کی، پھر جھنگ میں ہمارے استاد محترم انجینئر مختار فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محنت ہے اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے۔

یہ قرآن ایمان کا منبع ہے سرچشمہ ہے۔ اس قرآن کا پڑھنا، پڑھانا، سیکھنا اور سکھانا بہت اعلیٰ درجے کا کام ہے۔ قرآن ہدایت کی طلب کے ساتھ ہے۔ جب یہ اندر اُترتا ہے تو بندہ بدلتا ہے۔ بندہ بدلے گا تو گھر بدلے گا، گھر بدلے گا تو معاشرہ بدلے گا۔ ہمیں وہ افراد چاہئیں جو بدلے ہوئے ہوں۔ تبدیلی اوپر سے نہیں آئے گی۔ بدلے ہوئے افراد جو اللہ والے بنیں گے، جو تن من دھن لگانے کو تیار ہوں گے، وہ جدوجہد کریں گے تو کوئی تبدیلی واقعتاً آ سکے گی۔ اس کے لیے اجتماعی جدوجہد ہے۔

77 برس ہو گئے ہمارے سامنے یہ فرسودہ نظام، یہ انتخابی سیاست کا راستہ اور یہ میوزکل چیئر ہم دیکھ چکے ہیں۔ اللہ کرے ہماری بعض دینی جماعتیں جو سیاسی میدان میں ہیں وہ اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں، اُن کو بھی سمجھ آ رہی ہے۔ ایک تحریک کرسی، اقتدار اور مالی منفعت کے لیے نہیں اللہ کے دین کی خاطر شروع ہونی چاہیے۔

لوگ پانی، گیس اور بجلی کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، ہر ایشو میں عوام کھڑی ہوتی ہے۔ اللہ کے دین کے لیے نہیں کھڑے ہو رہے۔ سود، بے حیائی اور منکرات کے خاتمے کے لیے نہیں کھڑے ہو رہے۔ اللہ کا دین کوئی لاوارث، یتیم اور بے سہارا ہے؟ خدا کے بندو! رسول اللہ ﷺ کا سامنا کر سکیں گے؟۔ وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر گئے ہیں، اپنا خون اطہر اُحد کے میدان میں اور طائف کی گلیوں میں دے کر گئے ہیں۔ کیا جواب دیں گے ہم اور کیا آپ کی اور میری اللہ ترجیحِ اوّل ہے؟، اس کے دین پر آنچ کیا، اس کا دین زمیں بوس ہو رہا ہے اور اس کی شریعت کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔

کون اُٹھے گا؟ یہ ہے تنظیم اسلامی کی دعوت ''نہ نوٹ کا مطالبہ نہ ووٹ کا'' آؤ تمہارا ہمارا سب کا دین ہے۔ یہ مشن محمد مصطفیٰ ﷺ آپ کے اور میرے حوالے کر کے گئے ہیں۔ استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قائل فرمایا۔ اگر اُن سے محبت ہے تو ان کے اداروں میں شرکت کیجیے، انجمن خدام القرآن کے ممبر بنیں اور تنظیمِ اسلامی کے رفیق بنیں۔ وہ تو قرآن کی قوالی بقول شخصِ قرآن کے قوالی سنا کر گئے، خلافت کا تصور دے کر گئے، اس کے لیے جدوجہد کے لیے جماعت دے کر گئے۔ اگر کوئی ان سے محبت ہے اور عقیدت ہے تو اس مشن میں لگیں تو پھر اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ ہمارے حالات بھی بہتر ہوں گے اور اگر اس محنت پر چلے گئے تو اللہ راضی ہو گا۔ آج نہیں تو کل، کل نہیں پرسوں اللہ کا دین آئے گا۔ لیکن اگر میں آج مر گیا تو میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا؟ اس کے لیے آج مجھے اپنا تن من دھن لگانے کی کوشش کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے دین کو قائم کرنے کی محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت

فصل دوم: حیاتیاتی قوانین کا تجزیاتی مطالعہ

انجینئر ڈاکٹر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی ، فیصل آباد)

(ج) نطفۂ انسانی، کروموسومز اور ڈی این اے

قرآن کریم میں انسان کی پیدائش سے متعلق جو معلومات دی گئی ہیں وہ جدید سائنس کے لیے بھی حیران کن ہیں، انھیں سائنسی علوم کے حوالے سے سمجھنے کے لیے 1970ء کی دہائی میں یمن کے معروف عالم، شیخ عبدالمجید الزندانی کی قیادت میں مسلمان اسکالروں کے ایک گروپ نے جنینیات (Embryology) (پیدائش سے قبل بطنِ مادر میں بچے کی نشوونما کے مراحل کا علم ایمبریالوجی ہے) کے بارے میں قرآن پاک اور مستند احادیث سے معلومات جمع کیں اور ان کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ جب قرآن پاک اور مستند احادیثِ مبارکہ سے جنینیات کے بارے میں حاصل کی گئی معلومات یکجا ہو کر انگریزی میں ترجمہ ہوگئیں تو انھیں پروفیسر ڈاکٹر کیتھ مور کے سامنے پیش کیا گیا۔ ڈاکٹر کیتھ مور یونیورسٹی آف ٹورانٹو (کینیڈا) میں ڈیپارٹمنٹ آف اناٹومی کے سربراہ اور جنینیات کے پروفیسر ہیں۔ ڈاکٹر کیتھ مور نے جنینیاتی معلومات سے متعلق قرآن و حدیث سے حاصل شدہ مواد پر تقریباً 80 سوالات کے جوابات دیے۔ ڈاکٹر کیتھ مور نے بڑی باریک بینی سے ان تفصیلات کا مطالعہ کیا اور رائے دی کہ ”قرآن مجید اور احادیث میں جنینیات سے متعلق جو مواد موجود ہے وہ ایمبریالوجی کے شعبے میں دورِ حاضر کی تخلیق کے نتیجہ میں ہونے والی دریافتوں سے مکمل طور پر مطابقت رکھتا ہے اور ان دونوں میں کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں۔“

اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے یہ بھی کہا کہ کچھ آیات واحادیث ایسی ہیں جن کی سائنسی صداقت کے بارے میں وہ کچھ بتانے سے قاصر ہیں کیونکہ وہ اس بارے میں نہیں جانتے (یعنی اس وقت تک اس حوالے سے جدید سائنس کی تحقیق تشنہ تھی) ان میں سے ایک آیت مبارکہ یہ تھی:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O (العلق:01-02)

''(اے محمد ﷺ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔''

جہاں جو عربی لفظ ''علق'' استعمال ہوا ہے وہ دو معانی دیتا ہے: ایک جمے ہوئے خون کا لوتھڑا اور دوسرا چمٹنے والی چیز جیسے جونک چمٹ جاتی ہے۔ ڈاکٹر کیتھ مور کو اس وقت یہ معلوم نہ تھا کہ جنین کی ابتدائی شکل جونک کی طرح ہوتی ہے۔ اس بیان کی تصدیق کے لیے انھوں نے انتہائی جدید آلات کی مدد سے جنین کے مختلف مراحل کا مطالعہ کیا اور وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جنین کی ابتدائی شکل جونک سے ملتی جلتی ہے۔ انھوں نے تجسس سے مجبور ہو کر قرآن مجید اور احادیث میں جنین سے متعلق دوسری ایسی معلومات کا بھی سائنسی انداز میں جائزہ لیا جو ابھی تک جدید سائنس کی تحقیق کے دائرے میں نہیں آسکی تھیں۔ ان کے مشاہدات حیران کن تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ قرآن مجید میں چودہ سو سال قبل جو معلومات دی گئی ہیں وہ سائنس کی دورِ حاضر کی تحقیق کے نتائج کے عین مطابق ہیں۔ ڈاکٹر کیتھ مور نے خوشگوار حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

''اگر مجھ سے تیس سال قبل یہ سب کچھ پوچھا جاتا تو میں قطعی طور پر ان میں سے کم از کم نصف سوالوں کے جواب نہ دے پاتا کیونکہ اس وقت تک اس بارے میں تحقیق نہ ہونے کے برابر تھی۔''

1۔ ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان سے نکلنے والا قطرہ:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ O خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ O يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ O (سورۃ الطارق:5-7)

''تو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کا ہے سے پیدا ہوا ہے وہ اُچھلتے ہوئے پانی سے پیدا

ہوا ہے جو پیٹھ اور سینے کے بیچ میں سے نکلتا ہے۔‘‘

جنین کے مختلف مراحل میں مرد و عورت کے تولیدی اعضا یعنی خصیے (Testicles) اور بیضہ دانیاں (ovaries) گردوں کے قریب ریڑھ کی ہڈی اور گیارھویں اور بارھویں پسلی کے درمیان سے بالیدگی حاصل کرنا شروع کرتے ہیں اور پھر نیچے تک چلے جاتے ہیں۔ عورت کی بیضادانیاں پیڑو (پیٹ کا نچلا حصہ جس میں مثانہ ہوتا ہے) تک جا کر رُک جاتی ہیں۔ جبکہ مردانہ خصیے (بچے کی پیدائش سے قبل ہی) نیچے تک بڑھنے کا عمل جاری رکھتے ہیں اور Inguinal) canal) کے راستے رانوں کے درمیان خصیہ دانوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ بلوغت کی عمر کو پہنچ جانے کے بعد بھی جب کہ تولیدی اعضاء کے نیچے اُترنے کا عمل مکمل ہو چکا ہوتا ہے، ان کو خون کی فراہمی بڑی شریان Abdominal Aorta کے ذریعے ہوتی ہے جو کہ ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان ہوتی ہے۔ جبکہ ان اعضا کا عقبی رابطہ بھی جس نظام سے ہے وہ بھی اس جگہ واقع ہوتا ہے لمفی نکاس Lymphatic Drainage اور ناصاف خون کے پھیپھڑوں کو صاف ہونے کے لیے واپسی کا نظام بھی اسی جگہ سے گزرتا ہے۔

2۔ نطفہ ــــــ مائع کا چھوٹا سا قطرہ:

قرآن مجید میں کم وبیش گیارہ مرتبہ یہ بات کہی گئی ہے کہ انسان کو نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ نطفہ سے مراد ہے مائع کا چھوٹا سا قطرہ یا پیالہ کو خالی کرنے کے بعد بھی جو ایک آدھ قطرہ مائع برتن سے لگا رہ جاتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ (الحج:05)

’’لوگو! اگر تم کو مرنے کے بعد جی اُٹھنے میں کچھ شک ہو تو ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا یعنی ابتدا میں مٹی سے پھر اس سے نطفہ بنا کر پھر اس سے خون کا لوتھڑا بنا کر پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی۔ تا کہ تم پر (اپنی خالقیت) ظاہر کر دیں۔‘‘

سائنسی تحقیق کے نتیجہ میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ عورت کو بیضہ کو بار آور (Fertilized) کرنے کے لیے تیس لاکھ مردانہ جرثوموں میں سے صرف ایک کافی ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ خارج ہونے والے سپرمز کا تیس لاکھواں حصہ گویا کہ %0.00003 مادہ کو بار آور کرنے یعنی حمل ٹھہرانے کے لئے کافی ہے۔

3۔ سلالۃ۔ مائع کا ست (جوہر):

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ O (سورۃ السجدہ:08)

''پھر اس کی نسل خلاصے سے (یعنی) حقیر پانی سے پیدا کی۔''

عربی کے لفظ ''سلالہ'' کا مطلب ہوتا ہے کہ کسی چیز کا ست یا جوہر یعنی کل کا بہترین حصہ۔ یہ بات سائنسی تحقیقات سے ثابت شدہ ہے کہ مادہ بیضہ میں داخل ہوکر اسے بار آور کرنے کے لیے لاکھوں کروڑوں مردانہ خلیات منویہ (Spermatozoon) میں سے صرف ایک کی ضرورت ہوتی ہے، اس ایک خلیہ کو قرآن مجید نے ''سلالہ'' کہا ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ نسوانی مادہ تولید میں موجود لاکھوں بیضوں میں سے بھی صرف ایک بیضہ بار آور ہوتا ہے۔ یہ ایک بیضہ جس کو بار آور ہونا ہے یہ بھی قرآنی زبان میں ''سلالہ'' کہلاتا ہے۔ اس لفظ سے مراد یہ بھی ہے کہ کسی مائع سے اس کا جوہر احتیاط سے الگ کر لینا۔ مائع سے مراد دونوں مردانہ اور زنانہ مادہ تولید ہے جن میں مردانہ اور زنانہ تخم ریزے (Gametes) موجود ہوتے ہیں۔ Gametes سے مراد مردانہ Sperm اور زنانہ Ovum یا Egg ہی ہے، انھیں Male Gamete اور Female Gamete بھی کہا جاتا ہے۔ خلیہ تولید (Spermatozoon) اور بیضہ (Ovum) بار آوری کے عمل کے دوران بڑی احتیاط سے اپنے اپنے ماحول سے جدا ہو کر ملاپ کر لیتے ہیں۔

4۔ نطفہ امشاج ـــــ مخلوط مائعات:

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا O

''ہم نے انسان کو نطفہ مخلوط سے پیدا کیا تاکہ اسے آزمائیں تو ہم نے اس کو سنتا

دیکھتا بنایا۔'' (الانسان:02)

عربی زبان کے لفظ نطفۃ امشاج سے مراد ہے خلط ملط مائعات کا آمیزہ، یعنی ایک سے زیادہ مائعات کا باہم مل جانا۔ قرآن مجید کے بعض مفسرین کے مطابق اس سے مراد مردانہ اور زنانہ مادہ تولید کا باہم امتزاج ہے کہ Gametes کے اختلاط کے وقت دونوں کے مادہ ہائے تولید کی باہم آمیزش ہو جاتی ہے دونوں Gametes کے ملنے سے جوزائیگوٹ Zygote وجود میں آتا ہے وہ بھی نطفہ ہی کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ نطفہ امشاج سے مراد مردانہ مادہ تولید بھی ہوسکتا ہے جو مختلف غدودوں سے خارج ہونے والی رطوبتوں سے وجود میں آتا ہے۔ تاہم جو تاثر سامنے آیا ہے اس کے مطابق نطفۃ امشاج کو ایک ایسا مائع قرار دیا جا رہا ہے جس میں مردانہ اور زنانہ تخم ریزے (Gametes) اور کچھ اردگرد کے مائعات اکٹھے ہو چکے ہوں۔

5۔ صنف کا تعین (بیٹا یا بیٹی):

بطن مادر میں بچے کی صنف یا جنس کا تعین مرد کے خلیہ تولید (Sperm) سے ہوتا ہے نہ کہ عورت کے بیضہ (Ovum) سے یعنی اس بات کا انحصار کہ آنے والا بچہ لڑکی ہوگی یا لڑکا، اس بات پر ہوگا کہ کروموسومز کا 23 واں جوڑا بالترتیب ایکس ایکس (X-X) کا حاصل ہے یا ایکس وائی (X-Y) کا۔ عملی طور پر بچے کی جنس کا تعین بارآوری کے وقت ہی ہو جاتا ہے اور اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ بیضہ کو بارآور کرنے والا مردانہ خلیہ تولید یعنی سپرم کون سے کروموسوم کا حامل ہے۔ اگر بیضہ کو بارآور کرنے والا خلیہ تولید ایکس کروموسوم کا حامل ہے تو آنے والا بچہ لڑکی ہوگی اور اگر یہ وائی کروموسوم کا حامل ہوگا تو لڑکا ہوگا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰىO مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى O

''اور یہ کہ وہی نر اور مادہ دو قسم (کے حیوان) پیدا کرتا ہے (یعنی) نطفے سے جو (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔'' (النجم:45-46)

عربی لفظ ''نطفہ'' مراد مائع کی ذرا سی مقدار اور تمنی کا مطلب ہے طاقت کے ساتھ اخراج یا پودے کی طرح بوئی جانے والی چیز۔ اس لیے یہاں نطفہ خاص طور پر مردانہ مادہ تولید کا ہی

حوالہ بن رہا ہے۔ جس کا اخراج زوردار طریقے سے ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ○ (القیامۃ: 37-39)

''کیا وہ منی جو رحم میں ڈالی جاتی ہے ایک قطرہ نہ تھا؟ پھر لوتھڑا ہوا پھر (اللہ نے) اس کو بنایا پھر (اس کے اعضاء کو) درست کیا پھر اس کی دو قسمیں بنائیں (ایک) مرد اور (ایک) عورت۔''

یہاں بھی یہی ذکر کیا گیا ہے کہ مادہ تولید کی انتہائی قلیل مقدار (ایک قطرہ) جس کے لیے یہاں نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو مرد کی طرف سے آتا ہے اور (بچے) کی جنس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

6۔ بطن مادر کے تین پردے:

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ (الزمر: 06)

''وہی تم کو تمہاری ماں کے پیٹ میں (پہلے) ایک طرح پھر دوسری طرح تین اندھیروں میں بناتا ہے۔''

پروفیسر کیتھ مور کے مطابق 'ظلمات ثلاث' تین تاریک پردے یہ ہیں:

(1) بطن مادر کی اندرونی دیوار، (2) رحم مادر کی دیوار، (3) جنین کا غلاف۔

7۔ جنین کے مختلف مراحل:

قرآن پاک نے بطن مادر میں جنین کے مختلف مراحل بیان کیے ہیں:

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ○ (سورۃ المومنون: 13-14)

''پھر اس کو ایک مضبوط (اور محفوظ) جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر نطفے کا لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست)

چڑھایا پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے بڑا بابرکت ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ انسان کی تخلیق مائع کی ایک انتہائی قلیل مقدار سے عمل میں آئی جسے ایک محفوظ جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے اور یہ اس جگہ مضبوطی سے چمٹ جاتا ہے۔ اس کیفیت کے لیے عربی لفظ 'قرار مکین' استعمال کیا گیا۔ رحم مادر کو پچھلی طرف سے ریڑھ کی ہڈیوں کا مضبوط تحفظ حاصل ہے، جسے کمر کے اعصاب سے مزید مضبوط کیا گیا ہے۔ جبکہ جنین کو ایک اور تھیلی کے اندر بھی محفوظ کیا گیا ہے، جس میں ایک مائع کے اندر جنین تیرتا رہتا ہے اور جسم سے منسلک بھی رہتا ہے۔ اس طرح اس کو تہرا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

انسانی تخلیق کی ابتدا ایک بوند سے ہوتی ہے جو تھوڑی سی نشو ونما کے بعد علق میں تبدیل ہو جاتا ہے، جس کا مطلب ہے چمٹنے والی چیز۔ اس کا مطلب جونک کی طرح چیز بھی ہے۔ یہ دونوں تشریحات سائنسی طور پر مسلمہ اور قابل قبول ہیں۔ کیونکہ ابتدائی ایام میں جنین رحم مادر کی دیوار سے چمٹ جاتا ہے اور اس کی شکل جونک سے مشابہ بھی ہوتی ہے اور یہ بھی دلچسپ حقیقت ہے کہ یہ کام بھی جونکوں والا ہی کرتا ہے یعنی خون چوستا ہے اور یہ خون اپنی ماں کے جسم سے آنول (Placenta) کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔

علقہ کا ایک تیسرا مطلب بھی ہے اور وہ ہے جما ہوا خون۔ علقہ کا مرحلہ جو قرار حمل کے تیسرے اور چوتھے ہفتے تک محیط ہے، اس میں جنین جمے ہوئے خون کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، جو جونک سے مشابہ ہوتی ہے۔

1667ء میں ہام اور لیون ہاک وہ پہلے سائنس دان تھے جنہوں نے خورد بین کے ذریعے مردانہ خلیات (Spermatozoon) کا مشاہدہ کیا۔ انھوں نے یہ تاثر لیا کہ انسانی خلیہ تولید (Sperm cell) میں ایک چھوٹا انسان موجود ہوتا ہے جو رحم مادر میں پرورش پا کر نوزائیدہ بچہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

اس نظریہ کو پرفوریشن تھیوری (Perforation Theory) کا نام دیا گیا۔ بعد میں جب سائنس دانوں نے یہ دریافت کیا کہ نسوانی بیضہ سائز میں مردانہ خلیہ تولید سے بڑا ہوتا ہے تو

ڈی گراف اور اس کے ہم عصر دوسرے سائنس دانوں نے یہ نظریہ اپنا لیا کہ جنین انتہائی چھوٹی صورت میں بیضہ کے اندر موجود ہوتا ہے۔ بعد ازاں 18 ویں صدی میں Mauperuis نامی سائنس دان نے یہ نظریہ پیش کیا کہ بچہ اپنے ماں اور باپ دونوں کی مشترکہ میراث ہوتا ہے۔

علقہ بعد ازاں مضغہ میں تبدیل ہو جاتا ہے، جس کا مطلب ایسی چیز جس کو چبایا جاتا ہے اور اس سے ایسی چیز بھی مراد ہے جو لیس دار ہو اور اتنی چھوٹی ہو کہ اسے گم (Gum) کی طرح منہ میں رکھا جاسکے۔ یہ دونوں تشریحات سائنسی طور پر درست ہیں۔ پروفیسر کیتھ مور نے پلاسٹر سیل (ایک لچکدار مادہ) کا ایک ٹکڑا لیا اور اسے جنین کی ابتدائی شکل وصورت کے مطابق بنایا اور اسے مضغہ کی شکل دی اور اس کا جنین کے ابتدائی مرحلے کی تصویر سے تقابل کیا۔ دانتوں کے نشانات دراصل ریمیم کی ہے۔ مضغہ نشوونما پانے کے بعد ہڈیوں (عظام) کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ان ہڈیوں پر آہستہ آہستہ گوشت (لحم) کی تہہ چڑھ جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو ایک اور شکل عطا کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر کیتھ مور کا کہنا ہے کہ بطن مادر میں جنین کی نشوونما کے مختلف مراحل کی جدید سائنس نے جو تقسیم کی ہے اور جسے دنیا بھر میں تسلیم کیا جاتا ہے، آسانی سے سمجھ نہیں آتی کیونکہ سائنس نے اسے عددی حساب سے مرحلہ نمبر ایک اور مرحلہ نمبر دو وغیرہ سے شناخت دی ہے۔ جب کہ اس کے برعکس قرآن نے تمام مراحل کی الگ الگ شکلوں کا حوالہ دے کر جن سے جنین گزرتا ہے، اشیاء کی آسانی سے سمجھ آنے والی وضاحت دی ہے، جس سے ہر مرحلے کی بخوبی پہچان ہو جاتی ہے۔

8۔ جزوی مکمل اور نامکمل جنین:

پروفیسر جانسن کے مطابق: اگر ہم مکمل جنین کی بناوٹ یا شکل کی تفصیل بیان کریں تو ہم اس حصے کی تفصیل بیان کر رہے ہوں گے جو کہ مکمل ہو چکا ہے اور اگر نامکمل جنین کی بات کریں تو اس سے مراد یہ ہوگا کہ ہم ان حصوں کی بات کر رہے ہیں جو ابھی مکمل نہیں ہوئے۔

سوال یہ ہے کہ جنین کو اب اس حالت میں کیا کہا جائے مکمل جنین یا نامکمل جنین۔ قرآن نے اس مرحلے میں جنین کی جو تفصیل دی ہے اس سے بہتر تشریح ممکن نہیں یعنی جزوی طور پر مکمل اور جزوی طور پر نامکمل جنین۔ اس حوالے سے قرآن پاک کی یہ آیات مبارکہ ملاحظہ ہو:

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ (سورۃ الحج:05)

''ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا (یعنی ابتدا میں) مٹی سے پھر اس سے نطفہ بنا کر پھر اس سے خون کا لوتھڑا بنا کر پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی تاکہ تم پر (اپنی خالقیت) ظاہر کردیں اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر تم جوانی کو پہنچتے ہو۔''

سائنسی طور پر ہم جانتے ہیں کہ نشو ونما کے اس ابتدائی مرحلے پر کچھ خلیات دوسروں سے الگ ہو کر کسی مخصوص شکل میں ڈھل چکے ہوتے ہیں اور کچھ ابھی خلیات کی شکل میں برقرار ہوتے ہیں یعنی کہ بعض اعضا اپنی شکل اختیار کر چکے ہوتے ہیں جبکہ دوسرے یا تو ابھی سرے سے بننا ہی شروع نہیں ہوئے یا پھر ان کا کچھ حصہ ہی بن سکا ہوتا ہے۔

9۔ سننے اور دیکھنے کی صلاحیت:

بطن مادر میں انسانی جنین میں نشو ونما پانے کے مرحلے میں جس صلاحیت کے اعضاء سب سے پہلے بننا شروع ہوتے ہیں وہ سننے کی صلاحیت ہے اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ جنین مکمل شکل اختیار کرنے یعنی حمل کے 24ویں ہفتے کے بعد سننا شروع کر دیتا ہے اس کے بعد اس میں دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور قرار حمل کے 28ویں ہفتے میں پردۂ بصارت میں روشنی کو محسوس کرنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے قرآن مجید میں ہے:

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ O (سورۃ السجدہ:09)

''پھر اس کو درست کیا پھر اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونکی اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے مگر تم بہت کم شکر کرتے ہو۔''

سورۃ الدھر میں ارشاد فرمایا:

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا O (02)

''ہم نے انسان کو نطفہ مخلوط سے پیدا کیا تا کہ اسے آزمائیں تو ہم نے اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔''

مندرجہ بالا آیات میں سننے کی صلاحیت کا تذکرہ دیکھنے کی صلاحیت یعنی بصارت سے پہلے کیا گیا ہے اور اس طرح قرآن نے جنیات کی جو تشریح دی ہے وہ جدید سائنس کی دریافتوں سے مکمل طور پر مطابقت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر جولی سمپسن چیئرمین شعبہ امراضِ نسواں (Obstetrics & Gynecology) بیلر کالج آف میڈیسن، ہوسٹن (امریکہ) لکھتے ہیں:

''یہ جو احادیث ہیں یعنی محمد ﷺ کی کہی ہوئی باتیں، ان میں پائے جانے والے سائنسی حقائق کی بنیاد کبھی بھی ان کے مصنف کے زمانے (یعنی ساتویں صدی) میں موجود سائنسی علوم پر نہیں ہو سکتی تھی، ان کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ علم التوالد (Genetics) اور مذہب (اسلام) میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ مذہب (اسلام) روایتی سائنسی نظریات میں الہامی علوم کا اضافہ کر کے سائنس کی رہنمائی بھی کر سکتا ہے۔

قرآن پاک میں ایسے مواد کی جگہ جس میں کئی حقائق کی صدیوں بعد دریافت ہونے والی معلومات سے تصدیق ہوئی اس امر کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ قرآن مجید خدائی کلام ہے۔'' (جاری ہے)

مصادر و مراجع

1۔ سلطان محمود، میجر (ر) امیر افضل خان، قرآن پاک ایک چیلنج ایک سائنسی معجزہ، القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن، ناظم الدین روڈ، اسلام آباد

2۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، قرآن اور جدید سائنس، بیکن بکس ملتان

اسلام میں اَخلاقیات کی اہمیّت واِفادیّت

6

مولانا امین عزیز بھٹی حفظہ اللہ
(بشکریہ ہفت روزہ الاعتصام، لاہور)

اخلاقیات کی تفصیل وتوضیح

گزشتہ اقساط میں اخلاقیات کی اہمیت وافادیت اور مبادیاتِ اخلاق کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے، آئندہ صفحات میں ایسے تمام اخلاقِ حسنہ وسیئہ کا بالتفصیل ذکر ہوگا جنھیں قرآن و سنت میں صراحت کے ساتھ متعین کر دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں اخلاقیات کا تذکرہ:

قرآن مجید میں بیان کردہ اخلاقیات پر غور وخوض کرنے اور قرآن مجید کے اسلوبِ بیان کا سرسری جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف سورتوں میں اخلاقیات کو مندرجہ ذیل طریقے سے بیان کیا گیا ہے:

اولاً: اخلاقیات کو موضوعِ بحث بنا کر اچھے اور برے اخلاق کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۲ سے ۳۹ تک اہم ترین اخلاق کی صراحت کی گئی ہے۔

ثانیاً: نصیحت اور خیر خواہی کے انداز میں اخلاقیات کے اہم پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ اچھے اخلاق کی تلقین کی گئی ہے اور بری عادات واطوار سے اجتناب کا تذکرہ ہوا ہے، جیسا کہ سورۂ لقمان آیت نمبر ۱۳ سے ۱۹ تک جن میں حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی پند ونصائح بیان ہوئی ہیں۔

ثالثاً: ایک صالح معاشرے کے قیام کے لیے مسلمان کے اہم ترین اخلاقی معیار کو بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مسلم معاشرے میں کن کن اخلاقیات کی ضرورت ناگزیر ہوتی ہے، جیسا کہ سورۂ حجرات شروع سے آخر تک۔

رابعاً: اخلاقِ حسنہ کو مومن کی صفات فاضلہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، ایسی آیات میں عمومی طور پر ان خصال کو بیان کیا جاتا ہے جو اخلاقِ حسنہ میں شمار ہوتی ہیں، جیسا کہ سورۂ مومنون کی آیت: ۱ سے ۱۱ تک اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۵۔

خامساً: اخلاقِ حسنہ کا اجر وثواب بیان فرما کر اعمالِ صالحہ کی ترغیب وتشجیع فرمائی گئی ہے، جیسا کہ سورۂ رعد کی آیت ۱۹ سے ۲۹ تک اخلاقِ حسنہ اور اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

چونکہ عمومی طور پر قرآن مجید کا اسلوب اِنذار وتبشیر کا ہے، لہٰذا مذکورہ مقامات پر اخلاقِ حسنہ اور سیئہ کو الگ الگ بیان نہیں کیا گیا، بلکہ نہایت بلیغ انداز میں دونوں اقسام کے اہم ترین پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے، مثلاً: جس جگہ اخلاق حسنہ بیان ہوئے ہیں وہیں اخلاقِ سیئہ اور اس کے وبال کا تذکرہ بھی ہو جاتا ہے۔ ذیل میں قرآن مجید کے مذکورہ مقامات کی روشنی میں اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ سیئہ کی تفصیل وتوضیح اور اس کے ساتھ ساتھ سنتِ مطہرہ کی روشنی میں ان اخلاقیات کی صراحت ووضاحت بیان کی جاتی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت نہ صرف ایمان کے لیے بنیادی شرط ہے بلکہ اچھے اخلاق کے لیے بھی از حد ضروری ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک مومن اور با اخلاق نہیں ہوسکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ہر چیز سے زیادہ محبت نہیں کرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۝ [التوبة: ٢٤]

’’کہہ دیجیے (اے پیغمبر!): اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا خاندان اور تمھارا وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کے مندے پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور تمھارے وہ گھر جنھیں تم پسند کرتے ہو، یہ سب تمھیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر کر دے اور (جان لو کہ) اس طرح کے بدعہد لوگوں کو اللہ تعالیٰ راہ یاب نہیں کرے گا۔‘‘

معلوم ہوا کہ دنیا کی مرغوب ترین چیزیں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں، بلکہ حقیقت یہ ہے اللہ اور اس کے رسول کی محبت سچے ایمان کی علامت ہے۔ حدیث میں یوں مروی ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.

(صحيح بخاري، رقم: ٦٩٤١، صحيح مسلم، رقم: ١٦٥)

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین خصوصیتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں گی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا: پہلی یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسری یہ کہ وہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ ہی کے لیے کرتا ہو۔ تیسری یہ کہ اسے کفر کی طرف لوٹ کر جانا اتنا ہی ناگوار ہو جیسے آگ میں پھینک دیا جانا۔‘‘

اللہ تعالیٰ سے محبت مخلص مومنین کی صفت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [البقرة: ١٦٥]

’’اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو اللہ کے برابر ٹھہراتے ہیں اور وہ ان سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے محبت کرتے ہیں، جب کہ ایمان

والوں کو تو سب سے بڑھ کر (اپنے) اللہ ہی سے محبت ہوتی ہے۔‘‘

جس طرح ایمان والے سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اسی طرح وہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ سے بھی سب سے بڑھ کر محبت کرتے ہیں۔ حدیث میں مروی ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِینَ))۔ (صحيح بخاري، رقم: ١٥)

’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والد، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔‘‘

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا تقاضہ ہے کہ (۱) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری کی جائے۔ (۲) ان کی بات پر کسی دوسرے کی بات کو ترجیح نہ دی جائے۔ (۳) اگر کسی معاملے میں اختلاف اور نزاع پیدا ہو جائے تو معاملے کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹایا جائے۔ (۴) اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی اور معصیت سے اجتناب کیا جائے۔ (۵) قرآن وسنت میں بیان کردہ دین پر عمل کیا جائے اور دوسروں کے افکار ونظریات کو دین میں شامل نہ کیا جائے۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی حرمات وحدود کا احترام کیا جائے اور شعائر اللہ کی تعظیم بجالائی جائے۔ (۷) دین میں بدعات وخرافات سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ (۸) اللہ تعالیٰ کی الوہیت، ربوبیت اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ (۹) تمام شعبہ ہائے زندگی میں رسول اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنایا جائے۔ (۱۰) انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے کتاب وسنت کی اشاعت اور نصرت کی جائے۔

۲۔ عبادت میں خلوص:

سورۂ بنی اسرائیل کی آیات ۲۲ سے ۳۹ تک اللہ تعالیٰ نے اخلاقیات کو موضوع بنا کر اہم ترین اخلاقیات کا تذکرہ فرمایا ہے جس کا آغاز اس طرح ہوا ہے:

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ [بني إسرائيل: ٢٢، ٢٣]

’’تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ کہ (روزِ قیامت) ملامت زدہ اور بے یارومددگار بیٹھے رہ جاؤ گے۔ اور (سنو) تمھارے پروردگار نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم لوگ تنہا اسی کی عبادت کرو۔‘‘

آیت کے اس حصے میں سب سے پہلے یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ جس کا معنی یہ ہے کہ وہ تنہا معبود و مسجود ہے، اس عقیدے کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی عبادت میں بھی خلوص و یکتائیت ہونی چاہیے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ﴾

’’تیرے رب نے فیصلہ کردیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے۔‘‘

اور اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کیا جائے۔

یہاں عبادت سے مراد صرف نماز نہیں ہے، بلکہ عبادت ہر اُس کام کو کہتے ہیں جو اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کی غرض سے کیا جائے تو معنی یہ بنتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں لہٰذا ہر قسم کی عبادت تنہا اسی کے لیے ہو، اسی بات کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے:

قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّیۡنَ ۝ وَ اُمِرۡتُ لِاَنۡ اَكُوۡنَ اَوَّلَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ قُلۡ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّهُ دِیۡنِیۡ ۝[الزمر: ١١-١٤]

’’کہہ دو کہ مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کروں، اپنے پورے دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ اور (یہ بھی) حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں۔ کہہ دیجیے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے (ہول ناک) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہہ دیجیے کہ میں تو بس اللہ ہی کی بندگی کرتا ہوں اپنے پورے دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔‘‘

عبادتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ پورے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے کے بارے میں دوسری جگہ یوں فرمایا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَo[الأنعام: ۱۶۲، ۱۶۳]

''کہہ دیجیے کہ میری نماز اور میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ پروردگارِ عالم کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے، بس مجھے اسی کا حکم ملا ہے تو میں سب سے پہلے سرِ اطاعت خم کرنے والا ہوں۔''

عبادت واطاعت میں خلوص وللّٰہیت اور پورے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دینے کا حکم سب کے لیے برابر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِo[البینة: ۵]

''اور ان کو حکم یہی دیا گیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کریں، اطاعت کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے پوری یکسوئی کے ساتھ اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں، یہی سیدھی ملت کا دین ہے۔''

عبادت کی حقیقت پروردگار کے سامنے خضوع اور تذلل ہے جس کا اولین ظہور پرستش اور بندگی کی صورت میں ہوتا ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر قسم کی عبادات: تسبیح وتحمید، توبہ واستغفار، دعاومناجات، نذرونیاز، صدقہ وخیرات، قربانی اوراعتکاف صرف اس ذات باری تعالیٰ کے لیے خاص ہوں۔ عبادتِ الٰہی کے یہ مظاہر اطاعت واتباع کا بھی تقاضہ کرتے ہیں۔ عبادت خواہ ظاہری ہو یا باطنی، مالی ہو یا جسمانی، قولی ہو یا فعلی سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہونی چاہیے۔ عبادتِ الٰہی میں خلوص کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ معبودِ حقیقی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، چنانچہ جو امور صرف ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے خاص ہیں، ان میں کسی دوسرے کو شامل نہ کیا جائے۔ وہ تنہا مالک ورازق ہے وہی داتا و معطی ہے، اس کے علاوہ کوئی مشکل کشا، حاجت روا نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہی بگڑی بنانے والا اور کشتیاں پار لگانے والا ہے۔ وہی موت وحیات کا مالک اور اکیلا ہی مصرف الامور ہے۔ بیماری، شفا، دکھ، تکلیف، مصیبت، پریشانی اور ہر قسم کی حالت میں اسی سے مدد مانگی جاسکتی ہے، وہ وحدہٗ لاشریک ہے!

۳۔ شعائر اللہ کی تعظیم:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○[الحج: ۳۲]

’’یہ بات ہے (اور یاد رکھو) جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری میں شامل ہے۔‘‘

شعائر ’’شعیرہ‘‘ کی جمع ہے جس سے مراد ہر وہ چیز یا جگہ جو تقربِ الٰہی کے لیے نشانی اور علامت کی حامل ہو۔ مذکورہ آیت سے پہلے کی چند آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا حکم دے کر دراصل توحید کو اُجاگر کیا اور شرک کی عملی نفی کردی ہے، حج ایمان میں یکسوئی اور وحدت کی علامت ہے، اسی لیے مکہ مکرمہ، صفا و مروہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، طواف، کعبہ، قربانی، اضحیہ کے جانور، مسجد الحرام، احرام، تلبیہ، اذان، قرآن، نماز اور مقامِ ابراہیم کو شعائر قرار دیا گیا ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کا معنی یہ ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے توحید، اطاعت، پرستش اور تقرب الی اللہ کی علامت قرار دیا ہے، ان کی قدر و منزلت کو سمجھا جائے اور ان کا احترام کیا جائے۔ حج کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احکام دینے کے بعد ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ[الحج: ۳۰]

’’یہ باتیں ہیں (جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتائی گئی تھیں، ان کو اچھی طرح سمجھ لو) اور (یاد رکھو کہ) جو اللہ کی قائم کی ہوئی حرمتوں کی تعظیم کرے گا تو اس کے پروردگار کے نزدیک یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔‘‘

جو جانور قربانی کے لیے مکہ میں بھیجے جاتے تھے ان پر ایک علامت لگا دی جاتی تھی، تاکہ لوگ ان جانوروں کو بحفاظت مکہ تک جانے دیں، اسی لیے قربانی کے جانوروں کو بھی شعائر کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔

قرآن اور احادیث میں شعائر کی تعظیم و تکریم کے متعلق تفصیل بیان کردی گئی ہے، مثلاً: احرام پہنتے ہی تعظیم کا یہ عمل شروع ہو جاتا ہے، قرآن، اذان اور خطبہ سننے کا حکم دیا گیا ہے، اسی

طرح نماز، طواف، سعی، قیامِ عرفات ومنیٰ ومزدلفہ میں ذکراللہ کی تلقین کی گئی ہے اور بحالتِ احرام بہت سارے حلال کاموں سے روک دیا گیا ہے۔

حجراسود کا بوسہ ہو یا رکن یمانی کو ہاتھ لگانا، جمرات کی رمی ہو یا قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنا، سب اس تعظیم میں شامل ہے۔ مسجدوں کی صفائی، نماز سے پہلے اور جنابت کے بعد طہارت وغیرہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ''شعائر'' اور ''حرمات'' کو اللہ کی طرف مضاف اس لیے کیا گیا ہے کہ شعائر صرف وہی ہوں گی جنھیں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ نے شعائر قرار دیا ہے۔ جس طرح دین میں بدعت حرام ہے، اسی طرح شعائر اللہ میں بدعت بھی سخت ممنوع ہے۔ پیروں، درباروں، مزاروں اور خانقاہوں کی ایسی تعظیم وتکریم اس کی مثالیں ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جس طرح شعائر مقرر کر دیے ہیں، اسی طرح ان کی تعظیم وتکریم اور توقیر واحترام کے حدود وقیود بھی طے کر دیے ہیں، لہٰذا جہاں شعائر اللہ کی توہین ممنوع ہے، وہاں مبالغہ آرائی، حدود سے تجاوز اور خودساختہ تعظیم بھی منع ہے۔ (جاری ہے)

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے!
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے!
بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

سیرت طیبہ محسن انسانیت
رحمتہ اللعالمین حضرت محمد ﷺ

ابو فیصل محمد منظور انور

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

جزیرۃ العرب جو کئی صدیوں سے جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اور جاہل معاشرے نے خانۂ خدا میں بھی بتوں کی پرستش شروع کر رکھی تھی، وہاں بعثت رسول معظم ﷺ کے بعد انسانی زندگی میں ایسا تاریخی انقلاب آیا کہ جس نے جہالت میں ڈوبی قوم کے سارے رسم ورواج ختم کر کے نہایت ہی اعلیٰ اخلاقی اقدار کی بنیاد رکھی۔

یہ ہادیٔ برحق حضور اکرم ﷺ کی تربیت کا اعجاز تھا کہ اسی معاشرے میں صرف 23 برسوں میں ایسی شخصیات سامنے آئیں جن کے اخلاق وکردار کی نظیر تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔ جن کے اوصافِ حمیدہ رہتی دنیا تک انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں کہ جو گمراہ معاشرے میں رہتے تھے مگر اُن کے اخلاق اور عادات واطوار ایسے بدلے کہ وہی دنیا کے امام بن گئے۔ یہ تو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے جبکہ آپ ﷺ نے نبوت کے اعلان سے پہلے اور بعد میں اعلیٰ کردار کی جو مثالیں قائم کیں وہ تاریخ انسانی میں نہ پہلے تھیں اور نہ بعد میں ظاہر ہوسکیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ

رسول اکرم ﷺ کے اخلاقِ حمیدہ کی بہترین تعریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ کان خلقہ القرآن ''قرآن آپ ﷺ کا اخلاق تھا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے محض قرآن مجید کی تعلیم نہیں دی بلکہ خود اس کا نمونہ مجسم بن کر دکھا دیا۔ جس چیز کا قرآن میں حکم دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سب سے بڑھ کر اس پر عمل کیا، جس چیز سے قرآن میں روکا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سب سے زیادہ اس سے اجتناب فرمایا، جن اخلاقی صفات کو قرآن میں فضیلت قرار دیا گیا سب سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اُن سے متصف تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کاموں سے پاک تھے جن کاموں کو قرآن میں ناپسندیدہ ٹھہرایا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی خادم کو نہیں مارا، کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہ اُٹھایا، جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، اپنی ذات کے لیے کبھی ایسی تکلیف کا انتقام نہیں لیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی گئی ہو۔ اِلّا یہ کہ اللہ کی حرمتوں کو توڑا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی خاطر اس کا بدلا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جو دو کاموں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسان تر کام کو پسند فرماتے اگرچہ یہ گناہ کا کام نہ ہوتا اگر گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے دور رہتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو 1۔ تمہیں ایسے فقر کا انتظار ہے جو سب کچھ بھلا ڈالنے والا ہے۔ 2۔ یا ایسی مالداری کا جو طغیانی پیدا کرنے والی ہے۔ 3۔ یا ایسی بیماری کا جو مفسد ہے جو اطاعتِ الٰہی میں خلل ڈالنے والی ہو۔ 4۔ یا ایسے بڑھاپے کا جو عقل کو کھو دینے والا ہے۔ 5۔ یا ایسی موت کا جو جلدی ہی آنے والی ہے۔ 6۔ یا اُس دجال کا انتظار ہے جس کا سب سے بڑے غائب کا انتظار ہے۔ 7۔ یا اس قیامت کا جو قیامت نہایت سخت اور کڑوی ہے۔ (رواہ ترمذی:230)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں روزمرہ کے معمولاتِ زندگی اس طرح تھے کہ کھانے پینے کا ذوق بہت نفیس تھا، گوشت سے خاص رغبت تھی، دَستی، گردن اور پیٹھ کے گوشت کو زیادہ ترجیح دیتے، پہلو کی ہڈی پسند تھی، ثرید (گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر یہ مخصوص عربی کھانا تیار کیا جاتا تھا) تناول فرمانا مرغوب تھا۔ پسندیدہ چیزوں میں شہد، سرکہ، خربوزہ، ککڑی، لوکی، کھچڑی، مکھن وغیرہ اشیا شامل تھیں۔ دودھ کے ساتھ کھجور (بہترین مکمل غذا بنتی ہے) کا استعمال بھی اچھا لگتا اور مکھن لگا کے کھجور کھانا بھی ذوق میں شامل تھا۔ سبزی میں کدو بہت شوق

سے تناول فرماتے تھے۔ مریضوں کی پرہیزی غذا کے طور پر حریرا کو اچھا سمجھتے اور تجویز بھی فرماتے۔ اکثر جو کے ستو بھی استعمال فرماتے۔ ایک مرتبہ بادام کے ستو پیش کئے گئے تو یہ کہہ کر انکار کردیا کہ یہ اُمراء کی غذا ہے۔ گھر میں شوربہ پکتا تو کہتے کہ ہمسایہ کے لیے ذرا زیادہ بنایا جائے، غیرنشہ دار نبیذ بھی قرین ذوق تھی۔ افراد کا الگ الگ بیٹھ کر کھانا ناپسند تھا، اکٹھے ہوکر کھانے کی تلقین فرمائی۔ سونے چاندی کے برتنوں کو بالکل حرام فرما دیا تھا۔ کانچ، مٹی، تانبہ اور لکڑی کے برتنوں کو استعمال میں لاتے رہے۔ دسترخوان پر ہاتھ دھونے کے بعد جوتا اُتار کر بیٹھتے، سیدھے ہاتھ سے کھانا لیتے اور اپنے سامنے کی طرف سے لیتے، برتن کے وسط میں ہاتھ نہ ڈالتے، ٹیک لگا کر کھانا پینا بھی خلاف معمول تھا۔ دوزانو یا اکڑوں بیٹھتے، ہر لقمہ لینے پر بسم اللہ پڑھتے، ناپسندیدہ کھانا بغیر عیب نکالے خاموشی سے چھوڑ دیتے، زیادہ گرم کھانا نہ کھاتے، کھانا ہمیشہ تین انگلیوں سے لیتے اور ان کو لتھڑنے نہ دیتے۔ اگر اتفاقاً کوئی دوسرا آدمی بات چیت کرتے ہوئے یا کسی اور سبب سے ساتھ ہوتا تو اسے لیتے جاتے مگر صاحب خانہ سے اس کے لیے اجازت لیتے، مہمان کو کھانا کھلاتے تو بار بار اصرار سے کہتے کہ اچھی طرح بے تکلفی سے کھاؤ، کھانے کی مجلس سے بہ تقاضائے مروّت سب سے آخر میں اُٹھتے، دوسرے لوگ اگر پہلے فارغ ہوجاتے تو اُن کے ساتھ آپ ﷺ بھی اُٹھ جاتے۔ فارغ ہوکر ہاتھ ضرور دھوتے، خدا کی نعمتوں کے لیے ادائے شکر کے کلمات ادا کرتے۔ نیز طلب رزق فرماتے اور صاحب خانہ کے لئے برکت چاہتے۔ کھانے کی کوئی چیز آتی تو حاضر دوستوں کو بااصرار شریک کرتے اور غیر حاضر دوستوں کا حصہ رکھ دیتے، پانی غٹ غٹ کی آواز نکالے بغیر پیتے اور بالعموم تین بار پیالہ منہ سے الگ کرکے سانس لیتے اور ہر بار آغاز ''بسم اللہ'' اور اختتام ''الحمدللہ والشکر للہ'' پر کرتے۔

بڑی عمر کے لوگوں کو ترجیح دیتے مگر داہنے ہاتھ والوں کے مقررہ استحقاق کی بنا پر ان سے اجازت لے کر ہی ترتیب توڑتے۔ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا یا ان کو سونگھنا ناپسند تھا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانکنے کا حکم دیا ہے، کبھی اکڑوں بیٹھتے، کبھی دونوں ہاتھ زانوں کے گرد حلقہ زن کر لیتے، کبھی ہاتھوں کے بجائے کپڑا یا چادر وغیرہ لپیٹ لیتے، بیٹھے ہوئے ٹیک لگاتے تو بالعموم اُلٹے ہاتھ پر، فکر یا سوچ کے وقت بیٹھے ہوئے زمین کو لکڑی سے کریدتے، سونے

کے لیے سیدھی کروٹ سوتے اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر داہنا رخسار پر رکھ دیتے، کبھی چت بھی لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں بھی رکھ لیتے، مگر ستر کا اہتمام رکھتے، پیٹ کے بل اوراوندھا لیٹنا سخت ناپسند تھا اوراس سے منع فرماتے تھے، ایسے تاریک گھر میں سونا پسند نہ تھا جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو، کھلی چھت پر جس کے پردے کی دیوار نہ ہو سونا اچھا نہ سمجھتے، وضو کر کے سونے کی عادت تھی اور سوتے وقت مختلف دعائیں پڑھنے کے علاوہ آخری تین سورتیں سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر بدن پر دم کر لیتے، سوتے ہوئے ہلکی آواز سے خراٹے لیتے، رات میں قضائے حاجت کے لیے اُٹھتے تو فارغ ہونے کے بعد ہاتھ منہ ضرور دھوتے، سونے کے لئے ایک تہہ بند علیحدہ تھا، کرتا اُتار کر ٹانگ دیتے۔(سیرت النبی ﷺ۔مولانا شبلی نعمانی)

حضور ﷺ کے اخلاقِ عالیہ اوصاف کریمہ اور خصائل شریفہ کا ذکر ہند بن ابی ہالہ (جو اُمّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فرزند اور حضرت حسن وحسین کے ماموں ہیں بہت جامع اور بلیغ انداز میں کیا ہے) کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور ﷺ ہر وقت آخرت کی فکر میں اور اُمور آخرت کی سوچ میں رہتے اس کا تسلسل قائم تھا کہ کسی وقت آپ کو چین نہیں ہوتا تھا۔اکثر طویل سکوت اختیار فرماتے، بلاضرورت کلام نہ فرماتے، گفتگو کا آغاز فرماتے تو دہن مبارک سے اچھی طرح الفاظ ادا فرماتے اوراسی طرح اختتام فرماتے۔آپ ﷺ غیر ضروری طوالت، نہ زیادہ اختصار بہت صاف، واضح اور دوٹوک انداز میں گفتگو فرماتے۔آپ نرم مزاج اور نرم گفتار تھے۔درشت خو اور بے مروّت نہ تھے، نہ کسی کی اہانت کرتے اور نہ اپنے لیے اہانت پسند کرتے۔نعمت کی بڑی قدر کرتے تھے۔دنیا سے متعلق جو بھی چیز ہوتی اس پر آپ ﷺ کو کبھی غصہ نہ آتا لیکن جب خدا کے کسی حق کو پامال کیا جاتا تو اس وقت آپ کے جلال کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہ سکتی تھی، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کا بدلہ لے لیتے۔آپ ﷺ کو اپنی ذات لیے غصہ آتا نہ اس کے لیے انتقام لیتے۔جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ کے ساتھ اشارہ فرماتے، جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو اس کو پلٹ دیتے گفتگو کرتے وقت داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ملاتے غصہ اور ناگواری کی بات ہوتی تو روئے انور اس طرف سے بالکل پھیر لیتے اور اعراض فرما لیتے خوش ہوتے تو نظریں جھکا لیتے۔آپ ﷺ کا ہنسنا زیادہ تر تبسم تھا جس سے صرف آپ کے دندان مبارک بارش کے

اولوں کی طرح صاف وشفاف تھے ظاہر ہوتے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میری کسی بات پر اُف تک نہ کی، کبھی میرے کسی کام پر یہ نہ فرمایا کہ تونے یہ کیوں کیا اور نہ کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہ کیا۔(رواہ بخاری ومسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل کے آخری خطبہ کے آخری کلمات تھے فرمایا کہ اے لوگو! شاید تمہیں میری موت کا خوف ہے۔سب نے کہا''جی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' جواب میں ارشاد فرمایا اے لوگو! اب تم سے میری ملاقات کی جگہ دنیا نہیں بلکہ تم سے میری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے، خدا کی قسم گویا کہ میں یہیں سے اس حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔اے لوگو! مجھے تم پر تنگدستی کا خوف نہیں بلکہ مجھے تم پر دنیا کی فراوانی کا خوف ہے کہ تم اس کے معاملے میں ایک دوسرے سے مقابلے میں لگ جاؤ جیسا کہ تم سے پہلے پچھلی اُمتوں والے لگ گئے۔ یہ دنیا تمہیں بھی ہلاک کر دے جیسا کہ انہیں ہلاک کر دیا۔پھر مزید ارشاد فرمایا اے لوگو! نماز کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ نماز کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔یعنی عہد کرو کہ نماز کی پابندی کرو گے اور یہی بات بار بار دہراتے رہے۔پھر فرمایا اے لوگو! عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، میں تمہیں عورتوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔''مزید فرمایا اے لوگو! ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ دنیا کو چن لے یا اسے چن لے جو اللہ کے پاس ہے، تو اس نے اسے پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے۔اس جملے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد کوئی نہ سمجھا حالانکہ ان کی اپنی ذات مراد تھی۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَر

مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَر

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّه

بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) است

عبد اللہ ابراهیم

(اس مضمون میں 23 جولائی سے 19 اگست 2024ء تک کے نمایاں واقعات کا احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے)

1 پاکستان کی سیاسی صورتحال میں بہتری کے آثار

حکومت اور مقتدرہ کا بڑا گروہ لمحہ موجود تک ایک صفحے پر ہے۔ جس سے بنیادی سیاسی استحکام ہے، مگر اس میں مقتدرہ کے دوسرے گروہ سے کشاکش واضح دکھائی دے رہی ہے۔ بجٹ میں مہنگائی نے عوام کے بڑے طبقات یعنی زرعی شعبہ، ملازمت پیشہ اور کاروباری لوگوں کو بددل کیا ہے۔ گرمیوں میں بجلی کے نرخوں میں اضافہ، فوجی اور نوکرشاہی کی کچھ مراعات میں اضافہ بھی برا اثر ڈال رہا ہے اور حکومت کی حمایت میں مزید کمی آ رہی ہے۔

سپریم کورٹ کے فل کورٹ نے جولائی میں جو پی ٹی آئی کے حق میں فیصلہ دیا تھا حکومت نے اُس کو بے اثر کرنے کے لیے قانون سازی مکمل کر لی ہے اور 6 اگست کو پارلیمنٹ نے اس کی منظوری دی اور صدر نے بھی اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ عدلیہ میں گروہ بندی واضح دکھائی دے رہی ہے۔

جماعت اسلامی نے 26 جولائی سے مہنگائی کے خلاف جو دھرنا دیا ہوا تھا وہ حکومت سے مذاکرات اور معاہدے کے بعد عارضی طور پر ختم ہو گیا ہے۔ کسی بھی معاملے کے خلاف جماعتیں آگہی مہم بھی چلا سکتی ہیں اور جلسے اور مظاہرے بھی کر سکتی ہیں مگر دھرنا ایک حتمی اقدام ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ ہم اپنے مطالبات کی منظوری تک طے شدہ جگہ پر موجود رہیں گے۔

مکمل تیاری کے بغیر دھرنا اور پھر اپنی ساکھ بچانے کے لیے حکومت سے مذاکرات اور معاہدہ کر کے دھرنا لپیٹ دینا ایک کمزور اقدام ہے اور خصوصاً دینی جماعتوں کو اس سے گریز کرنا چاہیے۔ یہ جماعت اسلامی میں نئے امیر کے بعد اُن کی حکمت عملی کو ظاہر کرتا ہے کہ توجہ داخلی تزکیہ سے زیادہ موجودہ مسائل کو نمایاں کر کے عوامی حمایت حاصل کرنے پر ہے۔

12 اگست کو ایک ڈرامائی اقدام کے طور پر اعلامیہ جاری کیا گیا کہ سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق ٹاپ سٹی ہاؤسنگ سوسائٹی میں دخل اندازی اور ریٹائرمنٹ کے بعد غیر قانونی سرگرمیوں کی وجہ سے ریٹائرڈ جنرل فیض حمید کو کورٹ مارشل کے لیے فوجی تحویل میں لے لیا گیا ہے، پھر چند ریٹائرڈ بریگیڈیر اور کرنل عہدے کے لوگوں کی گرفتاری کی خبر آئی اور تاثر ہے کہ مزید فوجی اور سیاسی گرفتاریاں ہوں گی۔ اس بات کی مزید تصدیق ہوئی کہ عمران خان کو سیاسی طور پر اُوپر لانے میں کچھ فوجی جرنیلوں کی حمایت اور ذاتی عزائم سب سے بڑی وجہ تھے اور مخالفین کو عدلیہ، سیاسی انجینئرنگ، دھونس اور دھاندلی سے کمزور کیا گیا اور پھر عمران خان کے ریٹائرڈ جنرل فیض حمید سے زیادہ گہرے مراسم سے فوجی جرنیلوں یعنی اسٹیبلشمنٹ میں ہی ایسی لڑائی چھڑی کہ ایک اور جرنیل عاصم منیر کو چیف بنانے کا موقع مل گیا۔

ریٹائرڈ جنرل فیض حمید جو کہ جنرل باجوہ کے تحت کام کر رہے تھے اُن کے ذاتی عزائم تھے اور اُنھوں نے بطور آئی ایس آئی کے سربراہ اور کور کمانڈر ایک ایسا متوازی نظام بنایا جس کی حمایت اُن کو عہدہ چھوڑنے کے بعد بھی حاصل رہی۔ ان کی یہ کوششیں چیف بننے میں ناکامی اور ریٹائرمنٹ کے بعد بھی جاری تھیں اور وہی اب پچھلے 2 سال سے پی ٹی آئی کے ہدایت کار تھے اب اس میں جنرل باجوہ اور عدلیہ کے لوگوں جیسے ثاقب نثار صاحب وغیرہ کے بھی ملوث ہونے اور اُن کی ممکنہ گرفتاریوں کی بھی باتیں ہو رہی ہیں۔ اس اقدام سے مقتدرہ کا پی ٹی آئی کے حق میں کام کرنے والا دھڑا کافی کمزور ہوگا، پی ٹی آئی کمزور ہوگی اور شاید برسرِاقتدار گروپ عدلیہ میں مخالف گروپ کو اگلے 2 ماہ میں بے اثر کرنے کی کوشش بھی کرے گا۔

پنجاب میں مسلم لیگ ن کے سربراہ کی طرف سے 2 ماہ کے لیے 200 سے 500 یونٹ ماہانہ بجلی استعمال کرنے والوں کے لیے 14 روپے فی یونٹ کمی سے اُن کو شاید ہی کوئی سیاسی

فائدہ حاصل ہو اور اس سے وقتی اور معمولی فرق پڑے گا۔ یہ سب عوامل کسی طویل مدتی استحکام کی علامت نہیں ہیں، بلکہ مقتدرہ میں بھی دھڑے بندی کو ظاہر کرتے ہیں۔ بہرحال نئی حکومت کو چلنے دینا چاہیے تاکہ کچھ آگے کا سفر ہو۔ تاہم ہمارا بطور ملک دائروں میں سفر اور مقتدرہ قوتوں کی اپنی ہٹ دھرمیاں کافی مایوس کن ہیں۔ بطور مسلمان ہمیں لوگوں کو دین کی دعوت اور توبہ کی پکار کو تیز تر کر دینا چاہیے۔

2 پاکستان کی معاشی صورتحال میں ملا جلا رجحان

یوں تو پاکستان کی معاشی صورتحال میں ستمبر 2023ء سے کافی استحکام چل رہا ہے۔ ڈالر 279 روپے پر مستحکم ہے۔ درآمدات، برآمدات اور بیرون ملک پاکستانیوں کی ترسیلات سے مل کر گرفت میں دکھائی دیتی ہیں۔

مہنگائی کی شرح کم ہوئی ہے، بنیادی شرح سود مزید 1 فیصد سے کم ہوئی ہے اور اب 19.5 فیصد پر ہے، مگر جولائی میں بجٹ کے نئے ٹیکسوں، بجلی کی قیمتوں میں اضافے اور پٹرول کی قیمت میں وقتی اضافے سے مہنگائی کی نئی لہر آئی ہے۔ پھر بھی جولائی کی افراط زر کی شرح 11.1% آئی ہے جو کہ کافی بہتر ہے۔ (2023-24 میں یہ شرح 23.4 تھی)

حکومت کافی کوشش کر رہی ہے کہ اگلے 1 سال میں بیرونی قرضوں کی واپسی کو (جو کہ 10 ارب ڈالر سے زائد ہیں) مزید موخر کروا سکے، تاکہ آئی ایم ایف کی آخری شرائط بھی پوری ہو سکیں۔ آئی ایم ایف سے قرض کا معاملہ درست سمت میں ہے، اہلکاروں سے معاہدہ ہو گیا ہے اور اگست کے اواخر میں آئی ایم ایف کے بورڈ کی منظوری کی امید ہے۔ تاہم ابھی تک اس کی منظوری کے لیے آئی ایم ایف کے بورڈ کے اجلاس میں اس کی بطور ایجنڈا شمولیت کا اعلان نہیں ہوا۔

آئی پی پی کے حوالے سے مشکوک اور غیر متوازن معاہدوں کے حوالے سے اور نتیجتاً ہونے والے گردشی قرضوں کے حوالے سے بات تو ہو رہی ہے، مگر کوئی عملی قدم سامنے نہیں آیا۔ ہماری معاشی صورتحال میں مثبت پہلو بھی ہیں، ابھی بھی اگر مخلص لوگ میسر آجائیں اور اُن کو 5-4 سال مل جائیں تو ملک کی کایا پلٹی جا سکتی ہے۔ اصل حل تو 'اسلامی معاشی نظام' کا نفاذ ہے مگر موجودہ استحکام کا برقرار رہنا بھی ضروری ہے۔

3 پاکستان میں امن وامان کی کمزور صورتحال اور سلامتی کے اداروں پر حملے

پاکستان میں امن وامان کی عوامی صورتحال تو کچھ بہتر ہے مگر سلامتی کے اداروں پر حملے تسلسل سے جاری ہیں جو کہ تشویش ناک ہے۔ پاکستان ان تمام واقعات کا الزام ٹی ٹی پی پر عائد کررہا ہے اوراس کے کچھ ثبوت بھی ہیں۔ یہ صورتحال کے پی کے میں زیادہ کمزور ہے اور بلوچستان میں حالات علاقائی محرومیوں کی آڑ/وجہ سے کمزور ہیں۔

☆ 9 اگست کو پاک افغان سرحد کے قریب حملے میں 3 فوجی جاں بحق ہوگئے۔

☆ 11 اگست کو پشاور میں ایک حملے میں 4 پاکستانی فوجی زخمی ہوگئے۔

☆12 اگست کو نامعلوم حملہ آوروں نے ڈپٹی کمشنر ژوب کو مستونگ کے قریب ہلاک کردیا۔

☆12 اگست کو کوئٹہ میں ایک چوکی پر حملہ میں 3 اہلکار زخمی ہوگئے۔

☆13 اگست کو سلامتی کے اداروں نے مبینہ طور پر ڈپٹی کمشنر ژوب کے قتل میں ملوث 2 لوگوں کو ہلاک کردیا۔

☆13 اور 15 اگست کو مختلف واقعات میں کم ازکم 8 لوگ بلوچستان میں جاں بحق ہوئے۔

☆13 اگست کو وزیرستان میں 6 دہشت گرد ہلاک اور 4 اہلکار زخمی ہوئے۔

☆19 اگست کو ڈیرہ اسماعیل خان میں کاروائی میں 3 دہشت گرد ہلاک ہوگئے۔

ان واقعات کا ایک خطرناک پہلو یہ ہے کہ لوگوں میں سلامتی کے اداروں سے ہمدردی کم ہوگئی ہے مگراس مسئلے کو محض ظاہری پہلوؤں کی بجائے مکمل پس منظر اور ہماری ماضی کی غلطیوں کو مدنظر رکھ کر حل کرنا چاہیے۔ پاکستان میں حکومت نے عزم استحکام کے نام سے آپریشن کا بھی اعلان کیا ہے۔تاہم اکثر ایسے اقدامات کے منفی پہلو مثبت پہلوؤں سے بڑھ جاتے ہیں۔اس پہلو سے صورتحال کافی پریشان کن ہے۔

4 پاکستان کی پارلیمنٹ کی کمیٹی کے اجلاس میں خاتون کے لباس پر تبصرہ

16 اگست کو پی ٹی آئی کے ایم این اے اقبال آفریدی نے اسمبلی کی توانائی کمیٹی کے اجلاس میں کے الیکٹرک کی ایک خاتون عہدیدار کے جانے کے بعد ان کے لباس کو نامناسب کہا

اور اس حوالے سے ضوابط بنانے کی بات کی۔ اگر خاتون عہدیدار کا لباس عام رواج کے حوالے سے (اسلامی لباس اس سے بلند تر ہے) بھی نامناسب تھا تو اقبال آفریدی نے مناسب انداز سے تنقید کی تھی، مگر سیکولر میڈیا اور افراد نے شور مچا دیا اور شیریں رحمان صاحبہ نے اسے ہراسانی قرار دیا۔ اس معاملے کا دینی پہلو بھی ہے جو کہ اسلام مردوں کو نظریں نیچی رکھنے اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے اور بدن ڈھانپنے کی تفصیلی ہدایات دیتا ہے اور یہ احکامات بیک وقت بیان کرنا چاہئیں تاکہ بات متوازن ہو۔ تاہم آزاد خیال اور سیکولر لوگوں کا دباؤ اس قدر تھا کہ اکثر دینی لوگوں نے بھی خاموشی میں عافیت سمجھی اور شاید دل میں برا جاننے پر اکتفا کیا۔

5 افغانستان کی تازہ صورتحال

افغان وزارتِ صنعت نے بتایا کہ ایرانی وفد نے تجویز دی ہے کہ ایک معدنیات کے فروغ کے لیے افغان ایران مشترکہ علاقہ مختص کیا جائے۔ 15 اگست کو افغان طالبان کی حکومت کے 3 سال مکمل ہوگئے اور یہ دن افغان کیلنڈر میں 14 اگست کو آیا۔ اس کے حوالے سے پریڈ اور مختلف تقریبات ہوئیں، جن میں چینی اور ایرانی سفارت کاروں نے شرکت کی۔ تاہم عالمی میڈیا میں اس موقع پر زیادہ تر منفی مضامین شائع ہوئے۔ 17 اگست کو افغان طالبان کی حکومت نے اعلان کیا کہ ازبکستان کے وزیر اعظم کے افغانستان کے دورے کے موقع پر 2.5 ارب ڈالر کے تجارتی معاہدے ہوئے ہیں۔

6 بنگلہ دیش میں فوج کا کنٹرول،عبوری حکومت کا قیام اور بہتری کے آثار

بنگلہ دیش میں احتجاج کے بعد 5 اگست کو فوج نے وزیر اعظم حسینہ واجد کو مستعفی ہونے کا کہا اور معاملات سنبھالنے کا اعلان کیا۔ فوج کے عبوری حکومت بنانے کے اعلان کے بعد احتجاجی تحریک میں نمایاں طلبہ لیڈروں نے پریس کانفرنس کی اور اپنے مطالبات رکھے اور فی الحال فوج بھی ان کو ایک حد تک مان رہی ہے۔ 8 اگست کی شام کو نوبل انعام یافتہ محمد یونس نے عبوری چیف ایڈوائزر (وزیر اعظم) کا حلف لیا۔ عبوری کمیٹی کے ممبران کا اعلان کر دیا گیا ہے، جس میں ٹیکنوکریٹ، بیوروکریٹ، قانون دان اور طلبہ لیڈر شامل ہیں۔ عبوری حکومت نے اقتدار سنبھال لیا

ہے اور کہا ہے کہ وہ اصلاحات کے بعد انتخابات کروا دیں گے۔

امن و امان کی صورتحال بہتر ہوئی ہے اور ابتدائی اعلامیہ میں دو روہنگیا کے مہاجر مسلمانوں کے لیے مناسب اقدامات اور بنگلہ دیش کے لیے سب سے اہم گارمنٹ کی صنعت کے تحفظ کے لیے ہر ممکن اقدام کرنے کا عزم ظاہر کیا گیا ہے اور یہ دونوں ترجیحات قابلِ تحسین ہیں۔ سابق وزیراعظم حسینہ واجد پر احتجاج کو کچلنے کے دوران ہلاکتوں پر مقدمات کا بھی اعلان کیا گیا ہے، ابھی حالات مکمل واضح نہیں ہیں مگر فوج کا کردار محدود رکھنا بڑا اہم ہے۔ اگرچہ سابقہ وزیراعظم حسینہ واجد اپنے مخالفین کے ساتھ ظلم کر رہی تھیں۔ تاہم اس دوران کافی ترقی ہوئی ہے اور اب یہ فوجی بغاوت بنگلہ دیش کے عالمی مخالفین کی اس کو معاشی طور پر روکنے کی کوشش بھی ہو سکتی ہے۔

7 امریکی صدارتی انتخابات 2024ء کے حوالے سے غیر معمولی صورتحال

امریکی صدارتی انتخابات میں اس دفعہ غیر معمولی واقعات ہو رہے ہیں۔ 13 جولائی کو جلسے میں ٹرمپ قاتلانہ حملے میں معمولی زخمی ہوئے جس سے ان سے امریکی عوام کی ہمدردی میں اضافہ ہوا۔ ادھر بائیڈن جو کہ پہلے ہی صدارتی مباحثے میں کمزور کارکردگی سے دباؤ میں تھے، مزید تنقید کی زد میں آئے اور رہی سہی کسر اُن کے کرونا میں مبتلا ہونے سے پوری ہوئی، اُن کو مجبورا صدارتی انتخابات سے دستبردار ہونا پڑا۔ ڈیموکریٹ کی طرف سے کمالا ہیرس (جو کہ ہندوستانی اور سیاہ فام پس منظر رکھتی ہیں) کو صدارتی امیدوار نامزد کیا گیا ہے۔ کمالا ہیرس کی بطور ڈیموکریٹ اُمیدوار نامزدگی کی اب محض رسمی توثیق باقی ہے۔ تازہ ترین جائزے کے مطابق اُن کو ٹرمپ پر 2 کی برتری حاصل ہے اور اس طرح ایک سخت مقابلے کی توقع ہے۔

ٹرمپ اُدھیڑ عمر، اُن سفید فام عیسائیت پسند امریکی (جو کہ کالج نہیں گئے) کی نمائندگی کرتے ہیں جو اب امریکہ میں جدید تعلیم یافتہ لوگوں خصوصا تارکین وطن سے نالاں ہیں، کیونکہ وہ خود کو ان سے پیچھے محسوس کر رہے ہیں۔ ڈیموکریٹ زیادہ تعلیم یافتہ، خواتین، تارکین وطن اور انسانی حقوق کے حوالے سے جانے جاتے ہیں مگر اُن کا مزاج منافقانہ سا ہے۔

؎ نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

دونوں ہی اسرائیل کی حمایت میں ہیں، تاہم کمالا ہیرس جنگ بندی کی بات بھی کر رہی ہیں۔ امریکہ میں اسرائیلی لابیاں بہت مضبوط ہیں اور غزہ میں اسرائیلی جارحیت کی وجہ سے وہ اپنی مکمل مرضی کا صدر چاہتے ہیں اور چلمن سے باہر آنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

8 غزہ میں اسرائیلی جارحیت کا تسلسل اور جنگ کا پھیلاؤ

غزہ میں اسرائیلی جارحیت کو اب 300 دن سے زائد ہو گئے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ مفاہمتی قوتوں کی طرف سے جنگ بندی کی کوششیں ابھی تک بے سود ہیں۔ اسرائیل اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے اور امریکہ کی بھی کچھ نہیں سن رہا، مگر پھر بھی وہ اسرائیل کی مکمل حمایت کر رہا ہے۔ اسرائیل کا جنگ بندی کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا۔ غزہ میں اب تک 40 ہزار سے زائد لوگ شہید ہو چکے ہیں اور اس سے دوگنا تعداد (92 ہزار) زخمیوں کی ہے۔

مسلمان بطور اُمت اور بحیثیتِ قوم کسی بھی کردار کو ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ غزہ کے لوگوں تک خوراک کی صحیح رسائی ممکن نہیں ہو پا رہی، حزب اللہ اور یمنی حوثی ہی عملاً کچھ مدد کر رہے ہیں۔ 31 جولائی کو حماس کے سیاسی سربراہ نئے ایرانی صدر کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کے لیے ایران گئے اور رات کو تہران میں ان کو حملے میں شہید کر دیا گیا۔ حملہ کا طریقہ کار ابھی بھی غیر واضح ہے، یہ اسرائیل کی بڑی کامیابی ہے۔

تاہم ایک مخالف ملک کے اندر ایسا حملہ جنگ کو اور زیادہ پھیلا سکتا ہے۔ 13 جولائی کو حملے میں محمد ضیف کی شہادت کا اسرائیلی دعویٰ (حماس نے تردید کی ہے) اور 31 جولائی کو سماعیل ہنیہ کی شہادت اسرائیل کی بڑی کامیابیاں ہیں۔ ایران کی طرف سے ابھی جوابی حملے کا انتظار ہے، اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے بعد حماس نے یحییٰ سنوار کو سربراہ مقرر کرنے کا اعلان کیا جو کہ بظاہر غزہ میں ہی مقیم ہیں۔

اسرائیل کے حملے بدستور جاری ہیں اور وہ براہِ راست پناہ گاہوں، سکولوں اور مسجدوں کو نشانہ بنا رہا ہے۔ امریکہ دوبارہ جنگ بندی کی کوشش کر رہا ہے تاکہ اس کی کچھ ساکھ بحال ہو اور غزہ کے قتل عام سے ڈیموکریٹ ووٹ میں کمی نہ آئے۔ تاہم نئے مزاکرات کے پہلے راؤنڈ میں حماس نے شرکت نہیں کی اور کہا کہ امریکہ زبردستی کی شرائط پر زور دے رہا ہے اور ہم 31 جولائی کی

امریکی شرائط کو تسلیم کرتے ہیں، مگر مزید نہیں مانیں گے۔ بہرحال امریکی بلنکن مشرق وسطی کے دورہ پر ہیں اور اگلے مذاکرات میں حماس کی شرکت کا امکان ہے۔

ایران اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے حوالے سے بدلے کی تیاری تو کر رہا ہے، مگر ابھی تک کوئی عملی قدم سامنے نہیں آیا۔ یہ بات بھی سامنے آئی کہ اگر جنگ بندی ہو جائے تو اسرائیل پر حملہ نہیں کیا جائے گا جو کہ بری تدبیر نہیں ہے۔

اتنے مشکل حالات میں بھی اسلامی مزاحمتی قوتوں کا جہاد جاری رکھنا، غیر مشروط جنگ بندی سے انکار اور دستیاب وسائل کے ساتھ جمے رہنا اور اسرائیلی فوج کو نقصان پہنچاتے رہنا کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔ تاہم یہ معجزہ مسلمان عوام اور خصوصاً حکمران طبقات کی بے حسی پر حجت بھی ہے۔ یہ صورتحال نہایت پریشان کن اور اگلی بڑی جنگوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔

اللہ ہمیں فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ جانی و مالی اور ہر طرح کا تعاون کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

8 عالمی بساط پر ساہو کار کی تبدیلی اور متعلقہ ٹکراؤ کے آثار

دنیا میں عالمی غلبے کے لیے لڑائیاں (روس، یوکرائن، غزہ) اور تنازعات (شمالی کوریا، تائیوان وغیرہ) جاری ہیں اور دنیا واضح طور پر بائی پولر اور شطرنج کی بساط کی طرح دکھائی دے رہی ہے۔ سونے کی قیمت پھر بڑھ رہی ہے جو کہ غیر یقینی کی صورتحال کو ظاہر کرتی ہے۔ بنیادی مقابلہ معیشت کے میدان میں ہو رہا ہے، پوری دنیا میں معاشی کمزوری ہے، مگر امریکہ زیادہ مشکل میں دکھائی دیتا ہے۔

یوکرائن جنگ میں یوکرائن نے کچھ روسی علاقے پر قبضہ کیا ہے اور 3-2 اہم پل تباہ کر دئے ہیں، اس پر روس نے نیٹو مدد کے خلاف سخت بیان دیا ہے۔ مزید حملوں پر سخت جوابی کاروائی کی بات کی ہے، کیونکہ روس کے مطابق اُس کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کی کوشش ہو رہی ہے۔ الغرض ایک جہان نو کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔

عون قطب شاہ غازی
عبدالرحمن قاسمی
عبدالرؤف نقشبندی
خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ مجددیہ چکوال
دو روزہ
67 واں
اجتماع
روحانی
تربیتی
نقشبندی
مرشد عالم
محبوب العارفین
حضرت مولانا
غلام حبیب صاحب
نقشبندی
جانشین مرشد عالم
پیر عبدالرحیم صاحب
نقشبندی
17 18 اکتوبر 2024
بروز جمعرات جمعۃ المبارک
موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں
مرکز علوم اسلامیہ
دارالعلوم حنفیہ چکوال
طاہر حبیب
0333-5902688
0308-5763626

فرمودۂ اقبال

مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

فقر — پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق (3)

10
با سلاطیں درفتد مردِ فقیر
از شِکوہِ بوریا لرزَد سریر

مردِ فقیر، بادشاہوں کے مقابلے میں کھڑا ہو جاتا ہے (اس کے) بوریے کے دبدبے سے تخت لرزتا ہے

11
از جنوں می افگند ہوے بہ شہر
وارِہاند خَلق را از جبر و قہر

اس کے جنون سے شہر میں ہنگامہ کھڑا ہو جاتا ہے وہ مخلوق کو ظلم و ستم سے نجات دلاتا ہے

12
می نگیرَد جُز بآں صحرا مقام
کاندر و شاہیں گُریزَد از حمام

وہ اپنا ٹھکانا نہیں بناتا سوائے ایسے صحرا کے جس میں شاہین کبوتر سے دور رہتا ہے (یعنی بھیڑ یا و بکری ہم گھاٹ)

13
قلبِ او را قوت از جذب و سُلوک
پیشِ سلطاں نعرۂ او لا مُلوک!

اس کا دل جذب و سلوک (تلاشِ حق) سے قوت پاتا ہے وہ سلطان کے سامنے 'کوئی بادشاہ نہیں' نعرہ لگاتا ہے

14
آتشِ ما سوز ناک از خاکِ او
شعلہ ترسد از خس و خاشاکِ او

ہماری آگ اُس کی خاک سے گرم ہے اس کے خس و خاشاک سے شعلہ ڈرتا ہے

فرہنگ (الفاظ کے معانی)

سلاطین: جمع سلطان، بادشاہ۔ درفتد: مقابلہ کرتا ہے۔ شکوہ: شان و شوکت، دبدبہ۔ می افگند: ڈالتا ہے، برپا کرتا ہے۔ ہو: ہنگامہ، غلغلہ۔ وارِہاند: رہائی (نجات) دلاتا ہے۔ می نگیرد: وہ نہیں پکڑتا۔ گریزد: گریز کرتا ہے۔ حمام: کبوتر۔ لا + ملوک: لا کلمہ نفی اور ملوک: جمع مَلِک، بمعنی بادشاہ۔ آتش: آگ۔ ما: جمع متکلم کی ضمیر منفصل بمعنی ہماری۔ سوزناک: گرم تر۔ ترسد: ڈرتا ہے۔

فارسی اشعار کی تشریح

10 ایسا مردِ فقیر بادشاہوں اور مطلق العنان حکمرانوں کے راستے میں آ کھڑا ہوتا ہے اور ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیتا ہے اور بوری کے جائے نماز پر بیٹھنے والا مردِ فقیر ایسی ہیبت اور شان رکھتا ہے کہ تخت و تاج کے مالک اور عسکری و مالی قوت والے حکمران اُس سے مقابلہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔

11 ایسے مردِ فقیر کے افکار سے انسانوں (علاقوں، شہروں، حکومتوں) میں ہنگامہ کھڑا ہو جاتا ہے اور محکوم و مجبور عوام لٹیرے اور غاصب حکمرانوں کے جبر و قہر کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ مردِ فقیر اپنی استقامت اور استقلال سے علاقے کے عوام کو مطلق العنان اور خدائی کے دعویدار حکمرانوں سے آزاد کراتا ہے۔

12 ایسا مردِ فقیر اپنا ٹھکانہ ایسے علاقے کو بناتا ہے جہاں شاہین کبوتر سے دور رہتا ہے (گویا شیر بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں) عدل و انصاف قائم ہوتا ہے اور مقتدر طبقات اور عام شہری برابر سمجھے جاتے ہیں اور کوئی کسی کے حقوق پر دست اندازی نہیں کرتا۔ گویا ایسا مردِ فقیر صرف وہاں قیام کرتا ہے جہاں عدل و انصاف قائم ہو اور اگر کوئی جگہ ایسی ہو جہاں مردِ فقیر پہنچے اور وہاں عدل و انصاف اور آسمانی بادشاہت قائم نہیں وہاں وہ اللہ کی حکمرانی قائم کر دیتا ہے۔

13 ایسا مردِ فقیر اپنی ایمانی کیفیات میں 'جذب' ہو جاتا ہے یعنی کیفیات ہر وقت اس پر طاری رہتی ہیں اور یہی چیز اس کے اندر جذبہ پیدا کرتی ہے اور یہ مردِ مومن اپنے جذبہ ایمانی کے تحت 'مجذوب'، FANATIC ہو کر [یا قرآن مجید کے الفاظ، جن میں منافقین نے اہل ایمان کے جذبہ ایمانی کے لیے 'غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمْ' (سورۃ الانفال:40) کا تبصرہ کیا ہے] مصروفِ عمل رہتا ہے اور 'سلوک' یعنی دینی تقاضوں کے راستے کو طے کرتا رہتا ہے۔ یہی نڈر بندۂ مومن اور مردِ فقیر وقت کے بادشاہوں کے سامنے کلمہ اسلام سناتا ہے، جس میں 'لا اِلٰہ' سے 'لاملوک' مراد لیتا ہے انسانوں اور غیر اللہ کی حاکمیّت کی بجائے اللہ کی حاکمیّت کا اقرار و اظہار کرتا ہے۔

14 ایسے مردِ فقیر کی خاک سے ہی اُمت مسلمہ کے عام صالحین لوگوں کے دل میں آتش شوق اور جذبہ جہاد و شوقِ شہادت قائم رہتا ہے۔ ایسے مردِ فقیر کے کم وسائل کے خس و خاشاک کو دشمنوں کے آگ برسانے والے ہتھیار بھی جلانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے گویا وہ مردِ فقیر کے خس و خاشاک سے ڈرتے ہیں۔

Vol 18
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
SEPTEMBER 2024
No 09

فکرِ فاروقیؒ

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اَشعار پر تضمین از انجینئر مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم

فِی مَدحِ النَّبیِّ

زمیں کہکشاں تا لا مکاں[1]
بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
ہمہ نور[2] کرد ایں خاکداں
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
خُلُقش[3] ہے قرآن گشت
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
با رب[4] چوں باشی ہم زباں
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

1. النجم 09:53 ۔ 2. المائدۃ 15:05۔
3. مسند احمد، عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔
4. الاحزاب 56:33